اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود
(از: امام احمد رضا)

علم غیب کے مسئلہ کا خلاصہ

مصنف: مناظر اہل سنت حضرت علامہ عبد الستار ہمدانی مصروف برکاتی نوری

ناشر:- مرکز اہل السنۃ برکات رضا - پوربندر (گجرات)

لَطْمَۃُ الْبَرْکَاتِیْ عَلٰی خَدِّالسَّلْفِیْ الْخُرَافَاتِیْ

یعنی

خرافاتی سلفی کے گال پر برکاتی طمانچہ

نڈیاد کی اہلحدیث جماعت کی جانب سے آئے ہوئے علم غیب کے تعلق سے

سوالات کا دندان شکن جواب:۔

﴿ مصنف ﴾

خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، مناظر اہلسنت ، ماہر رضویات

علامہ عبدالستار ہمدانی ''مصروف'' (برکاتی۔نوری) پور بندر۔(گجرات)

﴿ ناشر ﴾

مرکز اہل السنۃ برکات رضا

امام احمد رضا روڈ، میمن واڈ

پوربندر، گجرات (الھند)

نام کتاب	:	علم غیب کے مسئلہ کا خلاصہ
مصنف	:	خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند، مناظر اہلسنت، ماہر رضویات علامہ عبدالستار ہمدانی "مصؔروف" (برکاتی، نوری)
کمپوزنگ	:	حافظ محمد عمران جیبی۔ مرکز ۔ پور بندر
تصحیح	:	علامہ ذکی رضؔا نوری
سن طباعت	:	ذیقعدہ ۱۴۳۸ھ مطابق اگست ۲۰۱۷ء
تعداد	:	گیارہ سو (۱۱۰۰)
ناشر	:	مرکز اہل سنت برکات رضؔا

امام احمد رضا روڈ، میمن واڈ، پور بندر۔ (گجرات)

www.markazahlesunnat.net - Email :- hamdani78692@gmail.com

Contact :- 0286-2220886, 9879303557, 9824277786

-: ملنے کے پتے :-

(1) Mohammadi Book Depot. 523, Matia Mahal. Delhi
(2) Kutub Khana Amjadia. 425, Matia Mahal. Delhi
(3) Farooqia Book Depot. 422/C Matia Mahal. Delhi
(4) New Silver Book Depot. Mohammad Ali Road. Bombay
(5) Maktaba-e-Rahmania. Opp: Dargah Aala Hazrat-Bareilly

فہرست

قاضیٔ گجرات حضرت سید سلیم باپو کی دعائے خاص

خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند، مناظر اہلسنت، صاحب تصانیف کثیرہ، ماہر رضویات، **علامہ عبد الستار ہمدانی صاحب** نے اردو، ہندی، گجراتی، عربی اور انگریزی زبان میں اب تک کل ایک سو بیالیس (۱۴۲) کتابیں تصنیف فرمائی ہیں اور علامہ صاحب کی تصنیف کا کام شب و روز بڑے اہتمام اور زور وشور کے ساتھ جاری ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب اعظم و اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل میں علامہ صاحب کی کتابوں کی تعداد کا عدد دوسو (۲۰۰) کو جلد از جلد پار فرمادے۔ آمین

مقدمہ اور سبب تالیف

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆ نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم"

کیوں رضاؔ آج گلی سونی ہے، ÷ اُٹھ میرے دھوم مچانے والے

صوبۂ گجرات کے مشہور شہر "آنند" کے باشندے، سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے مخلص، ہم درد اور محرک خدام (۱) جناب امتیاز اقبال بوڑا۔ نوری انٹر پرائز، گجراتی چوک اور (۲) جناب عبدالرزاق عبدالصمد بوڑا، آنند سوسائٹی، متصل نور محمدی مسجد، یہ دونوں حضرات اپنے تجارتی کاروبار کے سلسلہ میں "نڈیاد" شہر گئے ہوئے تھے۔ اتفاق سے نڈیاد میں ان کی ملاقات اہلحدیث فرقہ کے مبلغین (۱) عارف بھائی اور (۲) شاہد بھائی سے ہوئی۔ تعارف اور تمہیدی گفتگو کے بعد ان کے ساتھ مذہبی گفتگو شروع ہوگئی۔ تھوڑی دیر سرسری مذہبی گفتگو کے بعد نڈیاد کے اہلحدیث فرقہ کے مبلغین آنند کے دونوں سنی مخلص خدام کو دھوکہ سے اور پھسلا کر نڈیاد میں واقع اہلحدیث فرقہ کے مرکز پر لے گئے اور وہاں ان دونوں سنی بھائیوں کو اہلحدیث فرقہ کے مولویوں کے سامنے بٹھا دیا اور کہا کہ **"چلو ہم اسی وقت مناظرہ کرلیں اور فیصلہ کرلیں کہ کون حق پر ہے؟"**

نڈیاد کے اہلحدیث کے متبعین کی ایسے اچانک اور برجستہ تجویز پر آنند کے دونوں سنی حیران اور ششدر رہ گئے اور کہا ہم عالم نہیں کہ مناظرہ کرسکیں، اگر آپ کو مناظرہ کرنا ہی ہے تو ہم ہمارے ایک عالم مناظر کو بلا لیتے ہیں اور آپ اپنے فرقہ کے پچاس۔ سو جتنے بھی مناظرین چاہو بلا لو، ہم نڈیاد شہر میں ہی اور تمہارے ہی علاقہ میں مناظرہ کریں گے۔ آنند کے دونوں سنیوں کی اس پیش کش پر نڈیاد کے اہلحدیث مبہوت و مسکوت ہوکر رہ گئے مگر اپنی بہادری اور

دلیری کا جعلی مظاہرہ کرتے ہوئے پوچھا کہ سنیوں کی طرف سے بحیثیت مناظر کون آئیگا ؟۔ آنند کے سنیوں نے کہا سنیوں کی جانب سے **پوربندر کے علامہ ہمدانی صاحب بحیثیت مناظر تشریف لائیں گے۔** فقیر سراپا تقصیر کا نام سنتے ہی منافقوں کی ہوا نکل گئی اور ایسا بہانہ بتایا کہ ظاہر میں مناظرہ کرنے سے لڑائی جھگڑا اور فتنہ وفساد کا ماحول قائم ہوگا اور شہر وسماج کا امن و امان خطرے میں پڑ جائیگا۔

لہذا........

ہم آپ کو تحریر میں کچھ سوالات لکھ کر بھیجتے ہیں۔ جن کا آپ تحریری جواب لکھ دیں، آپ کا جواب آنے پر ہم آپ کے جواب کا جواب لکھ کر تمہارا رد کردیں گے۔ ایسا کہہ کر اہلحدیث کے منافقین نے تین صفحات پر مشتمل تین (۳) سوالات لکھ کر آنند بھیجے اور اپنے سوالات کے جوابات طلب کئے۔

فرقہ اہلحدیث کے منافقین نے جو سوالات گجراتی رسم الخط اور اردو زبان میں لکھ بھیجے ہیں، ان سوالات کی جراکش (Zerox) اس کتاب کے صفحہ نمبر: ۱۶ سے صفحہ نمبر: ۱۸ تک شامل ہیں، جن کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کے بعد یہ نظریہ سامنے آئیگا کہ:۔

(۱) بظاہر تو صرف تین سوالات ہیں مگر حقیقت میں ان تین سوالات کے ضمن میں کثیر تعداد میں سوالات لکھ مارے ہیں۔ جیسا کہ سوال نمبر ۱ جو علم غیب کے تعلق سے ہے، اس سوال کے ضمن میں کل آٹھ (۸) سوالات پوچھے ہیں۔

(۲) دوسرے اور تیسرے سوال میں وہی پرانے، گھسے گھسائے اور چبے چبائے، جہالت اور بغض وعناد پر مشتمل سوالات جو سراسر بے علمی اور بے شعوری پر مشتمل ہیں۔ ایسے سوالات پوچھے ہیں جن کا ماضی میں علمائے حق، اہلسنت و جماعت کے جلیل القدر علماء نے دندان شکن جوابات ارقام فرمائے ہیں۔ علمائے حق کے ان جوابات سے

نصیحت و ہدایت اخذ کرنے کے بجائے منافقین زمانہ ہر دور، ہر مجلس، ہر بحث اور ہر مناظرے میں انہیں سوالات کو دوہرا کر اپنی جہالت، لاعلمی اور بے بضاعتی کا بین ثبوت دے رہے ہیں۔

سوال نمبر۲ اور سوال نمبر۳ کو پڑھنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سوال لکھوانے والے ملّاجی نے فرقۂ وہابیہ اور فرقۂ اہلحدیث کے امام الاول فی الہند مولوی اسماعیل قتیل دہلوی کی رسوائے زمانہ کتاب **''تقویت الایمان''** کی عبارات لفظ بلفظ نقل کی ہیں۔ علاوہ ازیں سوال لکھوانے والے اور سوال لکھنے والے تمام کے تمام جاہل بلکہ اجہل ہیں، یہاں تک کہ اردو رسم الخط سے بھی یکسر ناواقف ہیں اور اس پر طرہ یہ کہ اردو زبان کے جملوں کو گجراتی رسم الخط میں تبدیل کرنے کی تمیز اور صلاحیت سے بھی محروم ہیں۔ ایسے بدتمیز لوگ حضور اقدس، رحمت عالم، عَالِمِ مَاکَانَ وَمَایَکُونُ ﷺ کی علمی صلاحیت، وسعت اور مقدار ناپنے کی اور معلوم کرنے کی بدتمیزی بلکہ بے وقوفی کر رہے ہیں۔ پہلے سوال کے جواب میں تقریبا ڈیڑھ سو (۱۵۰) صفحات جب میں لکھ چکا تھا، تب آنند والے جناب امتیاز بھائی نے شروع کے تقریبا پچیس صفحات واٹس اپ کے ذریعہ نڈیاڈ کے منافقین کو بھیجے اور موبائل سے اطلاع دی کہ تمہارے پہلے سوال کا جواب آخری مرحلہ میں ہے جس کے چند صفحات آپ کی ضیافت طبع کی خاطر ارسال کیئے ہیں۔ تو نڈیاڈ کے منافقین نے امتیاز بھائی سے موبائل پر کہا کہ ہم نے تو صرف سرسری جواب مانگا تھا ایسا وسیع اور طویل جواب کی کیا ضرورت تھی؟ لہذا اب ہم اس جھنجھٹ میں اور بحث ومباحثہ میں پڑنا نہیں چاہتے۔ ہمیں اب ہمارے سوالات کے جوابات کی کوئی ضرورت نہیں۔ سوال و جواب کا سلسلہ اب ہم یہیں پر روک دیتے ہیں۔

(۳) جب کتاب کے ابتدائی صفحات دیکھ کر منافقین کی حالت بوکھلا ہٹ اور اضطراب کے عالم میں گھٹنے ٹیک دیکر اپنی شکست اور ذلت کا اعتراف کرتے ہوئے راہ فرار اختیار کرنے جیسی ہوگئی ہے، تو پوری کتاب پڑھ کر تو انکا کلیجہ ہی پھٹ جائے گا اور حواس باختہ ہوکر تلملا اٹھیں گے۔

(۴) اس کتاب میں آیات قرآن ، تفاسیر قرآن، احادیث کریمہ اور ملت اسلامیہ کے عظیم ائمہ کرام کی کتب معتمدہ ، معتبرہ اور مستندہ کے جو حوالے درج کیئے ہیں، اس میں نہایت ہی احتیاط، باریک بینی اور صحت کا بھرپور لحاظ کرتے ہوئے ہر حوالہ لفظ بہ لفظ ، اسم کتاب ، مصنف ومؤلفِ کتاب، اسم ناشر، سن اشاعت، جلد نمبر، باب اور صفحہ نمبر نقل کرنے میں خورد بینی سے کام لیتے ہوئے غلطی اور لغزش سے کامل طور سے اجتناب کی سعی بلیغ کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں عربی عبارات کے اردو تراجم میں مکمل صحیح ترجمانی سے کام لیا گیا ہے۔

(۵) سوال گجراتی رسم الخط اور اردو زبان میں آیا تھا۔ لہذا جواب اول بھی اسی طرح گجراتی رسم الخط اور اردو زبان میں لکھا گیا ہے۔ کیونکہ جہلاء منافقین اردو رسم الخط سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ رعایت برتی گئی ہے۔ گجراتی زبان میں جو جواب دیا گیا ہے، اس کے اب تک دو ایڈیشن گجراتی میں چھپ چکے ہیں جسے عوام و خواص نے خوب ہی پسند فرمایا اور سراہا اور گجراتی کتاب کو اردو زبان میں شائع کرنے کی فرمائش وفہمائش کی۔ لہذا گجراتی رسم الخط میں لکھی گئی کتاب اب قارئین کرام کے مبارک ہاتھوں میں اردو رسم الخط میں شرف ملاحظہ سے مزین ہو رہی ہے۔

(۶) اس کتاب میں مسئلہ علم غیب کے ضمن میں قرآن، تفسیر، حدیث اور ملت اسلامیہ کے ائمہ کی معتبر کتب سے جو دلائل و براہین پیش کیے گئے ہیں، وہ اتنے قوی ، مضبوط،

ساطعہ اور قاطعہ ہیں کہ مخالفین کو کہیں پر بھی انگلی رکھنے کا موقع دستیاب نہ ہوگا۔

(۷) بلکہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرنے والے وہابی، دیوبندی، نجدی، سلفی، تبلیغی اور اہلحدث فرقہ کے عوام و خواص کو ہم کھلا چیلنج دیتے ہیں کہ اگر تمہارے اندر دم۔خم ہے، تو اس کتاب میں پیش کردہ دلائل کو توڑ کر اس کا رد لکھ دکھاؤ۔ انشاء اللہ صبح قیامت تک تم سے یہ ممکن نہ ہوگا۔

(۸) اس کتاب میں پیش کردہ دلائل کے علاوہ دیگر بے شمار دلائل دستیاب ہیں لیکن ہم نے طول تحریر اور ضخامت کتاب کا لحاظ کرتے ہوئے نقل نہیں کئے۔ انشاء اللہ کبھی کسی موقعہ پر پیش کریں گے۔

(۹) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے ثبوت میں جتنے بھی دلائل و براہین اس کتاب میں فقیر راقم الحروف نے پیش کئے ہیں وہ تمام مجدد دین وملت، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی مندرجہ ذیل تصانیف جلیلہ سے استفادہ اور افاضہ ہیں:۔

(الف) ''اَلدَّوْلَةُ الْمَكِّيَّهُ بِالْمَادَةِ الْغَيْبِيَّه''۔سن تصنیف:۔۱۳۲۳ھ،

(ب) ''خَالِصُ الْاِعْتَقَادُ''۔سن تصنیف:۔۱۳۲۸ھ،

(ت) ''اِزَاحَةُ الْعَيْبِ بِسَيْفِ الْغَيْبِ''۔سن تصنیف:۔۱۳۳۰ھ،

(ث) ''اَنْبَاءُ الْمُصْطَفٰى بِحَالِ سِرِّ وَ اِخْفٰى''۔سن تصنیف:۔۱۳۱۸ھ

مندرجہ بالا چار کتابوں کے علاوہ **اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم غیب کے عنوان پر دیگر دس (۱۰) کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ اس حساب سے آپ نے صرف علم غیب کے عنوان پر ہی کل چودہ (۱۴) کتب جلیلہ تصنیف فرمائی ہیں۔ جو ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت سے ملت اسلامیہ

میں درخشاں ہیں۔جن میں سے کسی بھی کتاب کا جواب لکھنے کی فرقۂ منافقین میں جرأت نہیں۔

مذکورہ چار کتابوں میں سے پہلی کتاب ''اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّۃُ'' آپ نے سن ہجری ۱۳۲۳ میں مکہ معظّمہ میں تصنیف فرمائی ہے۔اس کتاب کوزیورطبع سے آراستہ ہوکرمنظرعام پرآنے کوتقریباً ایک سو پندرہ (۱۱۵) سال ہوگئے ہیں، پوری دنیا کے گستاخ رسول منافقین اس کتاب کا جواب لکھنے سے لاچار، مجبور، مبہوت اور مسکوت رہے ہیں اورانشاءاللہ قیامت تک وہ مبہوت ومجبوررہیں گے۔

میری اس کتاب **''علم غیب کے مسئلہ کا خلاصہ''** پرمیرے کرم فرما، میرے آقائے نعمت، میرے ہمدردمونس، میرے معین ومحسن، گجرات کے جلیل القدر عالم وفاضل، خلیفۂ تاج الشریعہ، قاضی گجرات حضرت علامہ سید سلیم باپوقبلہ۔بیڑی (جامنگر) نے تقریظ ارقام فرماکر کتاب کے معتبر، معتمداورمستند ہونے کی سند سے کتاب کی افادیت اورافاضیت پرچارچاند لگاکرمجھ پراحسان عظیم فرمایاہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب اعظم واکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں اس کتاب کوعوام وخواص میں مقبول فرمائے اورعلم غیب کے مسئلے میں شک وشبہ اورشش و پنج میں گرفتارلوگوں کے لئے مشعل راہ وہدایت بنائے۔ آمین

خانقاہ قادریہ برکاتیہ۔مارہرہ مقدسہ اور
خانقاہ رضویہ نوریہ۔بریلی شریف
کاادنیٰ سوالی
عبدالستار ہمدانی 'مصروف'
(برکاتی، نوری)

بمقام:۔ پوربندر
مورخہ:۔ ۲۹؍شوال المکرّم ۱۴۳۸ھ
مطابق:۔۲۴؍جولائی ۲۰۱۷ء

تقریظ جمیل

ازرشحات قلم:۔ قاضیٔ گجرات،خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت **علامہ سید سلیم باپو** صاحب قبلہ

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے،
سونے والوں جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے۔

ہدایت اللہ رب العزت کی ایک عظیم نعمت ہے اور اسی نعمت پر دوسری تمام نعمتوں کا دارومدار ہے،لیکن اللہ رب العزت جسے چاہتا ہے اسے ہدایت عطا فرما کر ہمیشہ اس پر قائم رکھتا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔**"جسے اللہ راہ دے،تو وہی راہ پر اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔"** (کنزالایمان)(پارہ:۱۵،سورۂ کہف،آیت نمبر:۱۷)

جولوگ گمراہ ہوتے ہیں وہ دوسروں کو بھی گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں اور یہ لوگ بڑے چالاک،فریبی،جھوٹے اور مکار ہوتے ہیں۔ایسے لوگوں کو ہی فاسق فی العقیدہ کہا جاتا ہے۔قرآن اور حدیث کے خلاف عقیدہ گڑھ کر دین سے پھر جاتے ہیں۔حدیث پاک میں اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عنقریب تمہارے پاس ایسے لوگ آئینگے جو بڑے فریبی اور جھوٹے ہوں گے۔تمہارے سامنے ایسی باتیں پیش کریں گے کہ جو نہ تو تم نے سنی ہوں گی،نہ تمہارے باپ،داداؤں نے سنی ہوں گی۔تم لوگ ایسے لوگوں سے اپنے آپ کو دور رکھو اور ان کو اپنے قریب نہ آنے دو۔کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کردیں اور فتنہ میں ڈال دیں۔(مشکوٰۃ)

مندرجہ بالا حدیث پاک سے یہ بات ثابت ہوئی کہ وہ لوگ گمراہ اور باطل ہونے کے باوجود اپنے آپ کو حق پر کہیں گے۔جیسا کہ آج کل کے باطل فرقے اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں،

حالانکہ وہ لوگ اہلسنت و جماعت سے باہر اور جہنمی ہیں۔دور حاضر میں بہت سارے باطل فرقے بدعقیدگی اور گمراہی پھیلا رہے ہیں۔اسی میں ایک فرقہ اہلحدیث ہےجسکو غیر مقلد بھی کہا جاتا ہے۔ یہ فرقہ بھی وہابی اور شیعہ جیسے ناپاک عقائد رکھتا ہے۔اس فرقہ کے عقائد وعمل کی خرابی، غلاظت دیکھنی ہو تو ان کی کتابیں دیکھیں مثلاً:۔فتاوٰی ثنائیہ، نزول الابرار، کنزالحقائق، ہدیۃ المہدی، ابجدالعلوم، عقیدۂ محمدی، طریقۂ محمدی، فتاوٰی نذیریہ، نفح الطیب ،معارالحق وغیرہ کتابوں میں عقائد وعمل کے بارے میں ایسے مسائل لکھے ہیں کہ جس کے مطالعہ سے ان کی خباثت ثابت ہو جاتی ہے۔ امام اہلسنت ، مجدد دین و ملت، سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصانیف اور فتاوٰی سے غیر مقلدوں کی کمر توڑ دی ہے، بلکہ تہس۔نہس کر کے ان کی میدان میں آنے اور للکارنے کی طاقت ختم کر دی ہے۔لیکن پھر بھی کبھی کبھی غیر مقلدین کٹ مُلّے سنی عوام کو خاص طور پر نو جوانوں کو اپنی ناپاک خصلت کے مطابق بہکانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔تقریباً ایک سال قبل کی بات ہے کہ شہر آنند (گجرات) کے سنی نو جوانوں سے غیر مقلدین کٹ ملاؤں نے کچھ سوالات لکھ کر ان کے جوابات مانگے تھے۔اسی عرصہ میں نڈیا دتقریر فرمانے کے لئے **مناظر اہلسنت ،شیر رضا، خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند، صاحب تصانیف کثیرہ علامہ عبدالستار ہمدانی ''مصروف''** (برکاتی۔نوری) تشریف لے گئے، وہاں پر نو جوانان اہلسنت نے ہمدانی صاحب کو غیر مقلدین کا لکھا ہوا سوال نامہ دکھا کر اس کا مدلل اور مثبت جواب لکھنے کی گزارش کی۔ ہمدانی صاحب نے ان سوالات کا مدلل اور محقق جواب تحریر فرما دیا، جو کتاب کی شکل میں اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

علامہ ہمدانی صاحب جب بھی بدعقیدہ گستاخوں کو جواب دینے کے لئے ہاتھ میں قلم تھام کر لکھنے کی ابتداء کرتے ہیں، تو یقیناً سرکار بغداد کا فیضان، سرکار غریب نواز کی عطا، صاحب البرکات کی عنایت اور حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی ضیابار طاقت کا جلوہ دیکھنے

میں آتا ہے۔ایک ایک لفظ رعد کی کڑک بن کر اس طرح چمکتی ہے کہ گستاخوں کی طاقت کو ملیامیٹ کر دیتی ہے۔علامہ ہمدانی نے اس کتاب کا نام ''**لَطْمَةُ الْبَرَكَاتِیْ عَلٰی خَدِّالسَّلَفِی الْخُرَافَاتِیْ** ''یعنی''خرافاتی غیر مقلد کے گال پر برکاتی طمانچہ'' رکھا ہےاور واقعی علامہ ہمدانی کے جوابات ایسا زوردار طمانچہ ہیں جس کی دھمک اور دمک صدیوں تک غیر مقلدین کو سنائے گی اور لرزائے گی۔

اس کتاب میں علامہ ہمدانی صاحب نے قرآن، حدیث اور ملت اسلامیہ کے عظیم المرتبت ائمہ کی معتمد و معتبر کتب سے دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے **حضور اقدس، رحمت عالم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا ثبوت ایسے زوردار انداز سے دیا ہے کہ سرسری مذہبی معلومات رکھنے والا عوامی سطح کا سنی مسلمان بھی وہابی، دیوبندی اور اہلحدیث فرقہ کے عالموں کو میدان دلیل میں چت ڈال کر خاک وخون میں لوٹتا کر دیگا۔لہذا یہ کتاب ہر سنی مسلمان کو ضرور، ضرور، ضرور پڑھنی چاہیئے۔

آخر میں دعا ہے کہ مولا تعالیٰ علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے، ان کے علم میں، عمل میں اور عمر میں بے شمار برکتیں عطا فرمائے اور آپ کے ذریعہ مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کا کام جاری اور ساری رہے اور آپ کی قلم سے کلک رضا کے جلوے آشکار ہوتے رہے۔ آمین ثم آمین

بمقام:۔ بیڈی (جام نگر)
مورخہ:۔ ۱۴ر جمادی الاول ۱۴۳۸ھ
مطابق:۔ ۱۲ر فروری ۲۰۱۷ء

خیر اندیش:۔
احقر سید سلیم احمد قادری
دارالعلوم انوار خواجہ۔جامنگر (بیڈی)

سوال نامہ کا صفحہ نمبر: ۳

એહલે હદીષ તબલીગ જમાત
નડીઆદ - ૩૮૭ ૦૦૧. જી. ખેડા. (ગુજરાત)
Ahle Hadish Tablig Jamat
NADIAD - 387 001. Dist. Kheda (Gujarat)

નં.　　　　　　　　　　　　　　　　તા.05-10-2015

ઉનકે નામકી ચોટી રખના, ઉનકે નામકે
ધાગે બાંધના, મઝારકી દીવારોંકો બોસા દેના,
ઉલટે પાંવ વાપસ પલટના ઔર તકલીફે-
મુસીબતમેં ઉનકો પુકારના ઉન તમામ ઉમૂરકી
શરઈ હૈસીયત ઔર હુકમ ક્યા હૈ?—
ઉનમેંસે જો અફઆલ ગૈરશરઈ હૈ ઉનકી શરઈ
ક્યા હૈ? ઔર યહ શરઈ અહકામ કુરઆન-વ-
સહીહ હદીષમેં મૌજૂદ હૈ યા નહીં? અગર હૈં તો
કહાં ઔર અગર નહીં તો ક્યા યહ
ઈસ્લામી તાલીમાત દૌરે-સહાબામેં રાઈજ થી? અગર
થે તો કૌન નામોસે? ઔર નહીં તો ક્યોં...?

→ યાદ રહે કી તયશુદા શરાઈત કે મુતાબિક
ઇન સવાલોંકે જવાબાત કુરઆન વ સહીહ-હદીષ સેહી
દીયે જાંયે. ઔર વહી કાબીલે-કુબુલ હોંગે...

જમીયતે અહલેહદીષકી (નડીયાદ) કી જાનીબસે
જીમ્મેદારાન કે દસ્તખત...

① [signature]
② [signature]

جماعت اہلحدیث نڈیاد کی جانب سے موصول تین صفحات پر مشتمل سوال نامہ پڑھنے میں قارئین کرام کو آسانی ہواس لئے گجراتی رسم الخط میں تحریر شدہ سوال نامہ کو اردو رسم الخط میں حرف بحرف تبدیل کر کے ذیل میں پیش کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تاریخ: ۶/۱۰/۲۰۱۵

تاریخ: ۲۲/۰۹/۲۰۱۵ کو مقام نڈیاد شاہد بھائی بابن کے گھر پر شریعت کی سمجھ کے لئے اہلسنت و جماعت (بریلوی مسلک) کی جانب سے.......

(۱) امتیاز بھائی (۲) عبد الرزاق بھائی اور جمیعۃ اہلحدیث کی جانب سے (۱) عارف بھائی اور (۲) شاہد بھائی ملے تھے۔ جس میں یہ مشورہ پایا کہ کچھ سوال و جواب کا سلسلہ ہوگا جس کا آغاز کرتے ہوئے اہلحدیث جماعت کی جانب سے یہ سوال لکھا گیا ہے......

(۱) پہلا سوال علم غیب کے تعلق سے:۔

علم غیب کی شرعی تعریف کیا ہے؟ کیا رسول کریم ﷺ عالم الغیب تھے؟ اگر ہاں تو کلی یا جزوی؟ آپکو کل علم غیب ایک ساتھ عطا ہوئی تھی یا شیئا شیئا؟ اگر ایک ساتھ تو وہ کب؟ اور اگر شیئا شیئا تو زمانۂ تکمیل کیا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں مطلوب۔ افک عائشہ، واقعۂ مہونہ عطائے علم سے قبل کے واقعات ہیں یا بعد کے؟

(۲) دوسرا سوال اولیاء اللہ کے بارے میں:۔

اولیاء اللہ کی شرعی پہچان کیا ہے؟ کیا ولایت کے منتہا شیخ عبد القادر جیلانیؒ ہیں اگر ہاں تو خیر القرون اولیاء تھے یا نہیں؟ اور ہمیں اولیاء بننے کا حکم ہے یا چھوٹنے کا؟ کیا دلائل.... دور حاضر میں جن کو اولیاء کہہ کر دانشتہ یا نادانشتہ مراسم عبودیت ان کے لئے ادا کئے جا رہے ہیں یہ سب بالجزم اولیاء

ہی ہے؟ فرض عبادات سے دور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والا خود کو اللہ کی بیوی (نعوذ باللہ) سمجھنے والا ولی ہوسکتا ہے؟ اگر ہاں تو شرعی دلیل ؟ اور نہیں تو الملفوظ میں مذکور موسیٰ سہاگ پر اظہار رائے؟ غوث، قطب، ابدال، نجیب، ولی، درویش، مرشید و شیخ وغیرہ کی شرعی تعریف مع دلائل....

(۳) تیسرا سوال بدعت مروجہ کے تعلق سے:۔

تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی، عرس، صندل، قل شریف، ختم شریف، سجادہ نشینی، مجاوری، قبریں پختہ کرنا، چادر چڑھانا، چراغاں کرنا، صاحب قبر کے نام نذر کرنا، صاحب قبر کا رکوع۔سجدہ، قیام تعظیمی، قبر کا طواف، ان کا غسل، ان کی تزئین، وآرائش، وہاں جانور ذبح کرنا، ان سے مرادیں مانگنا، ان کے نام کی چوٹی رکھنا، ان کے نام کے دھاگے باندھنا، مزار کی دیواروں کا بوسہ دینا، اُلٹے پاؤں واپس پلٹنا اور تکلیف ومصیبت میں انہیں پکارنا ان تمام امور کی شرعی حیثیت یعنی حکم کیا ہے؟ ان میں سے جو الفاظ غیر عربی ہے ان کی عربی کیا ہے؟ اور وہ عربی الفاظ قرآن وصحیح حدیث میں موجود ہے یانہیں؟ اگر ہاں تو کہاں؟ اور اگر نہیں تو کیا یہ اصطلاحات دور صحابہ میں رائج تھے؟ اگر تھے تو کن ناموں سے؟ اور نہیں تو کیوں؟

یاد رہیں کہ طے شدہ شرائط کے مطابق ان سوالوں کے جوابات قرآن وصحیح حدیث سے ہی دیئے جائیں۔اور وہی قابل قبول ہوں گے۔

جماعت اہلحدیث (نڈیاد) کی جانب سے ذمہ داران کے دستخط.....

(۱) عارف بھائی
(۲) شاہد بھائی

مندرجہ بالا خط میں پوچھے گئے تین (۳) سوالات میں سے پہلے سوال یعنی علم غیب کے تعلق سے قرآن اور حدیث کی روشنی میں مفصل جواب

صفحہ نمبر:۲۱ سے شروع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اَلصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ

الجواب:۔

اہلسنت وجماعت نڈیاداورآنندکےادنیٰ خادم:۔

(۱) امتیازاقبال وہرا۔

پتہ:۔نوری انٹرپرائز، گجراتی چوک کے قریب، ڈاکٹر وِیاس ہوسپٹل کے سامنے آنند۔

(۲) عبدالرزاق عبدالصمد بوڑا۔

پتہ:۔ آنندسوسائٹی،نورمحمدی مسجد کے قریب،آنند۔

کی جانب سے جماعت اہلحدیث نڈیاد کے (۱) عارف بھائی اور (۲) شاہد بھائی کی طرف:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی مَنِ التَّبَعَ الْهُدیٰ

آپکا تاریخ ۱۶ اکتوبر ۲۰۱۵ء کا خط بحیثیت سوال نامہ کے موصول ہوا۔آپکا یہ سوال نامہ دیکھ کر کوئی بھی کم مقدار کی علمی صلاحیت رکھنے والا سمجھ جائے گا کہ گمنامی کے پردے میں رہنے والے آپکی جماعت اہلحدیث کے کوئی نیم خواندہ مولوی صاحب نے آپکو یہ سوال نامہ املا کرایا ہے۔آپکے دونوں سوال کنندہ دینی معلومات سے کتنے کورے ہیں۔وہ آپکی تحریر سے ثابت ہوتا ہے۔آپکا خط علمی اعتبار سے اس قابل ہی نہیں کہ اس کا جواب مرقوم کیا جائے۔پھر بھی ہم اپنا وقت صرف کر کے صرف اس لئے جواب لکھ رہے ہیں کہ اگر جواب نہ لکھا،تو آپ لوگ اچھل۔کود کر زمین وآسمان کے کلابے ملادیتے کہ ہمارے خط کا سنیوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

چند امور قابل توجہ ہیں۔

(۱) آپ نے جس کاغذ پر سوال نامہ لکھ کر بھیجا ہے، وہ آپکی جماعت کا فرضی لیٹر پیڈ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس لیٹر پیڈ پر آپکی جماعت کا پتہ یا فون نمبر چھپا ہوا نہیں ہے۔صرف جماعت کا نام اور شہر کا نام لکھا ہے۔

(۲) خط کی زبان اردو ہے، لیکن رسم الخط گجراتی ہے۔جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اردو رسم الخط سے ناواقف اور انجان ہیں۔ پھر بھی اختلافی مسائل کے سمندر میں کودنے کی جرأت کرتے ہیں۔کہیں ڈوب نہ جائیں۔

(۳) گجراتی رسم الخط کا انداز تحریر بھی اتنا جاہلانہ طور کا ہے کہ گرامر اور املا سے کوئی واسطہ ہی نہیں۔کوئی اردو میں بولتا گیا اور آپ ان الفاظ کو گجراتی جامہ پہناتے گئے۔

(۴) جس نے بھی آپکو سوال لکھوائے ہیں، وہ صاحب بھی علمی بے بضاعتی کے مریض ہیں۔سوال کیسے قائم کرنا اور سوال سے استفسار کی نوعیت، عنوان کا تسلسل، اصولی اور فروعی مسائل کا فرق بیّن وغیرہ ضروری امور کو بالائے طاق رکھ کر وہی پرانے، گھسے گھسائے اور چبائے ہوئے سوالات کو دہرایا ہے۔

خیر! آپکی یہ کوتاہیاں اور علمی معلومات کی بے خبری سے صرف نظر کرتے ہوئے آپکے سوالات کے جوابات لکھ رہے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں:۔

سوال نمبر (۱) کا جواب:۔

▣ **علم غیب** کے تعلق سے ہے۔ایک بات آج سے نہیں بلکہ زمانۂ حضور اقدس، جان ایمان ﷺ سے ثابت ہے کہ صرف آپ لوگ ہی نہیں بلکہ ہر فرقۂ باطلہ والوں نے ہمیشہ یہی اعتراض کیا ہے کہ معاذ اللہ **حضور اقدس، عالم ما کان و ما یکون** ﷺ کو علم غیب نہیں تھا اور اپنے

اس باطل عقیدے کے ثبوت میں قرآن مجید کی ان آیتوں کو بطور دلیل پیش کرتے آئے ہیں۔ جن آیات میں **اللہ تعالیٰ** کے **ذاتی علم** کا ذکر ہے اور اس "ذاتی علم" کا غیر خدا پر اطلاق کرنے کا انکار فرمایا گیا ہے۔

حالانکہ قرآن مجید میں دونوں قسم کی آیات موجود ہیں۔ بعض آیات میں غیر اللہ کے لئے علم غیب کا صاف انکار فرمایا گیا ہے اور بعض آیات میں غیر اللہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب کا ہونا ثابت ہے۔ المختصر! قرآن شریف میں غیر اللہ کے لئے علم غیب کی نفی اور اثبات دونوں قسم کی آیتیں موجود ہیں۔ سچا مومن دونوں قسم کی آیات پر ایمان رکھتا ہے، جبکہ بدعقیدہ منافق بعض کو مانتا ہے اور بعض کا انکار کرتا ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں اس بات کا ذکر ہے کہ:۔

"اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ"
(قرآن شریف، پارہ:۱، سورۃ البقرہ، آیت:۸۵)
ترجمہ:۔ "تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو" (کنز الایمان)

☆ امر دین کا جس پر مدار کہ جس پر نجات موقوف ہے، وہ پورے یعنی مکمل قرآن پر ایمان لانا ہے۔ اکثر گمراہ یوں ہی گمراہ ہوئے کہ بعض آیتوں پر ایمان لائے اور بعض آیتوں کا انکار کر بیٹھے۔ جیسے کہ فرقۂ قدریہ، جبریہ، مرجیہ وغیرہ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے کلام قرآن مجید میں علم غیب برائے غیر اللہ کے تعلق سے بھی "**نفی**" (انکار) اور "**اثبات**" (ثابت ہونا) دونوں قسم کی آیتیں موجود ہیں۔ 'نفی' بھی ایسی ہے

کہ ٹل نہیں سکتی اور 'اثبات' بھی ایسا ہے کہ جس میں اصلاً شبہ نہیں۔ ''نفی'' اور ''اثبات'' دونوں حق ہیں اور دونوں ایمان ہیں۔ ان دونوں میں سے جس نے کسی ایک بات کا انکار کیا، اس نے پورے قرآن کا انکار کیا۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص غیر خدا کے لئے علم غیب کا ایسا مطلق انکار کرے کہ کسی بھی طرح غیر خدا کے لئے علم غیب ہونا مانے ہی نہیں، وہ ان آیات کا انکار کر رہا ہے، جن آیات سے غیر خدا کے لئے علم غیب کا ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اسی طرح کوئی شخص غیر خدا کے مطلق ذاتی علم غیب کو اس طرح ثابت کرے کہ ''نفی'' (انکار) کو مانے ہی نہیں۔ وہ ان آیتوں سے کفر کر رہا ہے، جو نفی فرماتی ہیں۔

مسلمان جو سچے دل سے قرآن مجید کو اللہ کا کلام ہونے پر ایمان رکھتا ہے، وہ ''نفی'' اور ''اثبات'' دونوں پر ایمان لاتا ہے اور مختلف راہوں میں پڑ کر اِدھر اُدھر بھٹکتا نہیں۔ لیکن جس کے دل میں نفاق ہوتا ہے یا چھپا ہوا کفر ہوتا ہے، وہ قرآن کی بعض آیتوں کو مانتا ہے اور بعض کو نہیں مانتا۔ اس کا نہ ماننا اس طرح کا نہیں ہوتا کہ وہ آیت کا صاف انکار نہیں کرتا، یہ نہیں کہتا کہ میں اس آیت کو نہیں مانتا، بلکہ وہ آیت کا غلط ترجمہ یا تأویل کرتا ہے اور آیت کا جو اصل مقصد، مفہوم، معنٰی اور مراد ہوتا ہے، اس میں تغیر پیدا کر کے **''اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ''** کا مصداق بن کر گمراہ ہوتا ہے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔

▣ **آپ نے پہلے سوال کے ضمن میں کل آٹھ (۸) سوال لکھ دیئے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں:۔**

1/1 :۔ علم غیب کی شرعی تعریف کیا ہے؟

1/2 :۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تھے؟ جس کا مطلب یہ کیجئے کہ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے تھے؟

1/۳ :۔ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے تھے، تو کلی یا جزئی؟

1/۴ :۔ آپکو علم غیب ایک ساتھ عطا ہوئی (ہوا) تھی یا شیئاً شیئاً؟

1/۵ :۔ اگر ایک ساتھ تو کب؟

1/٦ :۔ اور اگر شیئاً شیئاً تو زمانۂ تکمیل کیا ہے؟

1/۷ :۔ واقعۂ افک عائشہ عطائے علم غیب سے قبل کا واقعہ ہے یا بعد کا؟

1/۸ :۔ واقعۂ مہونہ (بیر معونہ) عطائے علم غیب سے قبل کا واقعہ ہے یا بعد کا؟

مندرجہ بالا آٹھ (۸) سولات کا اگر فقیر تفصیلی جواب لکھے، تو سیکڑوں صفحات درکار ہوں اور جسے پڑھ کر آپ جیسے منکرین دیوار میں اپنا سر پٹک کر رہ جائیں گے۔ لیکن یہاں پر سوال کا بہت ہی اختصار کے ساتھ جواب لکھا جارہا ہے۔

سوال نمبر 1/1 کا جواب

''علم غیب کی شرعی تعریف کیا ہے؟''

▣ ''تفسیر بیضاوی'' میں قرآن مجید کی آیت ''یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ'' کے تحت ہے کہ:۔

''اَلْمُرَادُ بِهِ الْخَفِيُّ الَّذِیْ لَا یُدْرِكُهُ الْحِسُّ وَلَا تَقْتَضِیْهِ بَدِیْهَةُ الْعَقْلِ''
ترجمہ:۔ ''غیب اس پوشیدہ چیز کا نام ہے، جس کو حِس (یعنی محسوس کرنے کی قوت) ادراک (پانا) نہیں کرتی اور بداہتًا یعنی بغیر سوچے سمجھے پا نہیں لیتی۔''

حوالہ:۔ ”انوار التنزیل واسرار التاویل“ المعروف ”بتفسیر بیضاوی“ مفسر :۔ ناصرالدین ابوسعید، عبداللہ بن عمر بن محمد بیضاوی (المتوفیٰ ۶۸۵ھ) ، الناشر:۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبع اول، ۱۴۱۸ھ، جلد: ۱ ، صفحہ: ۳۸

☆ ”تفسیر کبیر“ میں اسی آیت کے ضمن میں امام فخرالدین رازی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ:۔

”قَوْلُ جُمْهُوْرِ الْمُفَسِّرِیْنَ اَنَّ الْغَیْبَ هُوَالَّذِیْ یَكُوْنُ غَائِبًا عَنِ الْحَاسَّةِ“
ترجمہ:۔ ”جمہور مفسرین کا قول ہے کہ غیب وہ ہے، جو حواس سے غائب ہو۔“
حوالہ:۔ ”مفاتیح الغیب“ المعروف ”بتفسیر کبیر“ مفسر :۔ ابو عبداللہ محمدبن عمر بن حسن،الملقب :۔ بفخرالدین رازی، (المتوفیٰ ۶۰۶ھ) ، الناشر:۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الثالث ۱۴۲۰ھ، جلد: ۲ ، صفحہ: ۲۷۳

☆ نیز اسی ''تفسیر کبیر'' میں آگے مذکور ہے کہ:۔

''هٰذَا الْغَيْبُ يَنْقَسِمُ اِلٰى مَا عَلَيْهِ دَلِيْلٌ وَاِلٰى مَا لَيْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلٌ..... اَمَّا الَّذِىْ لَا دَلِيْلَ عَلَيْهِ فَهُوَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَلْعَالِمُ بِهٖ لَاغَيْرُهٗ وَ اَمَّا الَّذِىْ عَلَيْهِ دَلِيْلٌ فَلَايَمْتَنِعُ اَنْ تَقُوْلَ: نَعْلَمُ مِنَ الْغَيْبِ مَالَنَاعَلَيْهِ دَلِيْلٌ.''

ترجمہ:۔ ''پھر اس غیب کی دو(۲) قسمیں ہیں۔ایک وہ جس پر دلیل ہو اور ایک وہ جس پر دلیل نہ ہو۔پس وہ غیب کا علم کہ جس پر دلیل نہ ہو، وہ علم صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، نہ کہ کسی اور کے لئے، اور وہ علم غیب کہ جس پر دلیل ہو، اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ تم یہ کہو کہ ہم جانتے ہیں غیب کا وہ علم جس پر دلیل قائم ہے۔''

حوالہ:۔ ''مفاتيح الغيب'' المعروف ''بتفسير كبير'' مفسر :۔ ابو عبدالله محمدبن عمر بن حسن،الملقب :۔ بفخرالدين رازى، (المتوفىٰ ۶۰۶ھ) ، الناشر:۔ دار احياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الثالث ۱۴۲۰ھ، جلد:۲، صفحہ:۲۷۳

یہاں پر ہم نے صرف تین (۳) حوالے قرآن مجید کی تفسیر کی معتبر و مستند کتابوں سے درج کر دیئے ہیں۔حالانکہ اس عنوان پر بہت سے حوالے پیش کئے جا سکتے ہیں۔لیکن ہم نے صرف تین (۳) حوالے پر اکتفاء کیا ہے۔دین کی سچی سمجھ اور نگاہ انصاف رکھنے والے کے لئے یہی کافی ہیں۔

سوال نمبر ۱/۲ کا جواب

''کیا رسول کریم علم غیب جانتے تھے؟''

یہ سوال ہی ایسا احمقانہ ہے کہ سوال سنتے ہی تعجب ہو۔ کیونکہ **حضور اقدس** ﷺ اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول اور نبی ہیں۔ اور نبی کا لغوی معنیٰ (Verbal Meaning) ہی **''غیب داں''** یعنی ''غیب کا جاننے والا'' ہوتا ہے۔ کچھ حوالے ذیل میں پیش ہیں۔

☆ امام اجل، علامہ احمد بن محمد اپنی کتاب **''المَوَاھِبُ اللّدُنیَۃ''** میں فرماتے ہیں کہ:۔

''اَلنَّبُوَّۃُ الَّتِی ھِیَ الاِطِّلاعُ عَلَی الْغَیْبِ''
ترجمہ:۔ ''نبوت کے معنیٰ ہی یہی ہیں کہ غیب کا علم جاننا''
حوالہ:۔ **''اَلْمَوَاھِبُ اللَّدُنیَۃُ بِالْمِنَحِ الْمُحَمَّدِیَۃ''** مصنف :۔ علامہ شھاب الدین احمد بن محمد القسطلانی، (المتوفیٰ ۹۲۳ھ)، الناشر:۔ المکتبۃ التوفیقیہ. القاھرہ.مصر **جلد: ۱، صفحہ: ۴۶۹**

☆ اسی کتاب **''المَوَاھِبُ اللّدُنیَۃ''** میں ہے کہ:۔

''اِنَّ النُّبُوَّۃَ مَاخُوْذَۃٌ مِنَ النَّبَاءِ، وَھُوَالْخَبَرُ اَیْ اَنَّ اللّٰہَ اِطَّلَعَہٗ عَلیٰ غَیْبِہٖ''

ترجمہ:۔

''نبوت کا لفظ''نباء'' سے بنا ہے۔'' نَبَاءُ ''خبر کو کہتے ہیں۔یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے غیب کا علم عطا فرمایا۔''

حواله:. ''**اَلْمَوَاهِبُ اللَّدُنِيَّةُ**'' مصنف :. علامه شهاب الدين احمد بن محمد القسطلانی، (المتوفیٰ ۹۲۳ھ) ، الناشر:. المكتبة التوفيقيه. القاهره.مصر **جلد:** ۱ ، **صفحه:** ۴۶۸

☆ **کیا رسول کریم علم غیب جانتے تھے؟** یہ سوال پوچھ کر ہی آپ نے اپنی اصلیت ظاہر کردی ہے کہ آپ کو **حضور اقدس** ﷺ کے علم غیب کے بارے میں تردد ہے۔ ذرا صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا عقیدہ تو دیکھو کہ ان کا عقیدہ کیا تھا؟

''اَصْحَابُهُ صَلَّى اللّٰهُ تعالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَازِمُوْنَ بِاطِّلَاعِهٖ عَلَى الْغَيْبِ''

ترجمہ:۔ ''صحابۂ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے۔''

حواله:. ''**شرح الزرقانی علی المواهب**'' مؤلف :. ابوعبدالله محمد بن عبدالباقی بن يوسف بن احمد بن شهاب الدين زرقانی. (المتوفیٰ ۱۱۲۲ھ) ، الناشر:. دارالكتب العلميه،بيروت ، لبنان . طبع اول ۔ سن طباعت ۱۴۱۷ھ، **جلد:** ۱۰ ، **صفحه:** ۱۱۳

سوال نمبر ۱/۳ کا جواب

''اگر حضور اقدس ﷺ علم غیب جانتے تھے، تو کلی یا جزوی؟''

صرف آپ کی جماعت اہلحدیث ہی نہیں بلکہ جتنے بھی گمراہ اور منافقین ہیں مثلاً وہابی، دیوبندی، تبلیغی، قادیانی وغیرہ وہ ہمیشہ **حضور اقدس** ﷺ کے علم غیب کے بارے میں سوال اُٹھاتے ہیں۔اوران کا عقیدہ یہ ہے کہ **حضور** ﷺ کو علم غیب نہیں تھا۔

اپنے اس باطل اور کفریہ عقیدے کے ثبوت میں وہ لوگ قرآن مجید کی اُن آیات کو ہی پیش کرتے ہیں، جن آیات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے لئے علم غیب کا انکار فرمایا گیا ہے۔حالانکہ قرآن مجید میں ایسی متعدد آیتیں بھی ہیں جن میں بندوں کو علم غیب عطا ہونے کی سندیں اور ثبوت ہیں۔

المختصر! قرآن شریف میں اللہ کے سوا یعنی بندوں کے لئے علم غیب ہونے کا انکار بھی کیا گیا ہے اور اقرار بھی کیا گیا ہے۔یعنی کہ **''نفی''** یعنی انکار اور **''اثبات''** یعنی منظور رکھنا (Confirming) دونوں قسم کی آیتیں ہیں۔دونوں حق ہیں۔اور دونوں پر ہمارا ایمان ہے۔کیونکہ:۔

- **قرآن شریف میں صرف اللہ ہی علم غیب جاننے والا ہے اور اللہ کے سوا کوئی غیب کا علم نہیں جانتا۔اس سے مراد ''علم ذاتی'' ہے یعنی بغیر کسی کے بتائے، خود اپنی ذات سے جان لینا۔یہ علم صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے خاص ہے۔اللہ کے سوا کسی کے لئے محال (ناممکن) ہے۔جو اللہ کے علم ذاتی کی طرح یا علم ذاتی میں سے کوئی چیز اگرچہ ذرہ سے کمتر سے کمتر غیر خدا کے لئے مانے، وہ یقیناً کافر اور مشرک ہے۔**

یہاں اتنی گنجائش نہیں کہ ''نفی'' کی وہ تمام آیات پیش کی جائیں۔ لہذا صرف ایک آیت پیش کرتے ہیں:۔

''قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ''
(قرآن شریف، پارہ:۲۰،سورۃ النمل،آیت:۶۵)
ترجمہ:۔ ''تم فرماؤ،خود غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمینوں میں ہیں،مگر اللہ تعالیٰ'' (کنزالایمان)

مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ کے سوا تمام کے لئے علم غیب کا انکار کیا گیا ہے۔ اس علم سے مراد ''علم ذاتی'' ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم ذاتی کے تعلق سے ہم اہلسنت و جماعت کا عقیدہ حسب ذیل ہے:۔

''اَلْعِلْمُ ذَاتِی مُخْتَصٌ بِالْمَوْلٰی سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ لَا یُمْکِنُ لِغَیْرِہٖ وَلَوْاَثْبَتَ شَیْئًا مِنْہُ وَلَوْ اَدْنیٰ مِنْ اَدْنیٰ، مِنْ اَدْنیٰ مِنْ ذَرَّۃٍ لِاَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِیْنَ فَقَدْ کَفَرَ، وَاَشْرَکَ وَبَارَوَھَلَکَ.''
ترجمہ:۔ ''علم ذاتی مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اس کے غیر کے لئے محال ہے۔ اور جو کوئی اس میں سے کوئی حصہ جہاں بھر میں کسی کے لئے ثابت کرے، اگرچہ ایک ذرہ سے کمتر سے کمتر وہ یقیناً کافر اور مشرک ہے اور وہ تباہ و برباد ہوا۔''

حوالہ:۔ ”اَلدَّولَۃُ الْمَکِّیَّۃِ بِالْمَادَۃِ الْغَیْبِیَۃِ“ (عربی) مصنف: امام اہلسنت، مجدد دین وملت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی، (المتوفی ۱۳۴۰ھ)، ناشر:۔ قادری بک ڈپو، نو محلّہ مسجد۔ بریلی۔ سن اشاعت:۔ جون ۱۹۸۵ء، صفحہ: ۱۷۸

- قرآن شریف میں ایسی بھی آیتیں موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے ”غیب کا علم“ عطا فرماتا ہے اور اس علم کو ”علم غیب عطائی“ کہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا اور اللہ تعالیٰ کے بتانے سے غیب کا علم جاننا کہتے ہیں۔
- امت مسلمہ یعنی ملت اسلامیہ کے تمام علماء حق کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دینے سے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو کثیر اور وافر غیبوں کا علم ہے اور یہ ماننا ”ضروریات دین“ میں سے ہے۔ جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ کیونکہ اس کا انکار کرنا سرے سے نبوت کا انکار کرنا ہے۔

(حوالہ:۔ ”خالص الاعتقاد“ مصنف:۔ امام احمد رضا محقق بریلوی، ناشر:۔ مکتبہ مشرق۔ بریلی، سن اشاعت ۱۹۸۲ء، صفحہ نمبر: ۲۳)

یہاں اتنی گنجائش نہیں کہ قرآن مجید میں غیر اللہ کے علم غیب یعنی 'اثبات' کی تمام آیتیں کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے مقبول اور خاص بندوں کو علم غیب عطا فرمانے کا ذکر ہے ان کو ذکر کیا جائے۔ لہذا صرف ایک ہی آیت پیش کرتے ہیں:۔

”وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ“

(قرآن شریف، پارہ: ۴، سورۃ ال عمران،، آیت: ۱۷۹)

ترجمہ:۔ ''اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگوں تمہیں غیب کا علم دے دے۔ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔''(کنزالایمان)

یہاں صرف ایک آیت پیش کی ہے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے اسے علم غیب عطا فرماتا ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ بھی علم غیب جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے انبیاء کرام بھی علم غیب جانتے ہیں۔لیکن دونوں کے جاننے میں بہت عظیم فرق ہے۔اور وہ فرق اتنا عظیم ہے کہ ہم بیان نہیں کر سکتے۔مختصر صرف اتنا سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کا علم **''ذاتی''** ہے اور انبیائے کرام کا **''عطائی''** ہے۔

''ذاتی'' اور **''عطائی''** کا معاملہ صرف علم غیب میں ہی نہیں بلکہ بے شمار معاملوں میں ''ذاتی'' اور ''عطائی'' کا فرق ہے۔اگر ہم ''ذاتی'' اور ''عطائی'' کا فرق نہیں کریں گے، اور صرف قرآن مجید کی آیتوں کا ظاہری معنیٰ لے کر ترجمہ اور مفہوم اخذ کریں گے تو ہم گمراہ ہو جائیں گے بلکہ قرآن مجید کی آیت کریمہ **''یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا''**(پارہ:۱، سورۃ البقرہ، آیت نمبر:۲۶) ترجمہ:۔ **''اللہ بہت سوں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت فرماتا ہے۔''** اس آیت کریمہ کے پہلے جزء یعنی قرآن ہی سے گمراہ ہونے والوں کے مصداق بنیں گے،لہٰذا قرآن مجید کے معنیٰ ،مطلب ،مفہوم ،مقصد اور مراد کو سمجھنا ضروری ہے اور اس کے لئے قرآن مجید کی تفسیر،اقسام آیات، انداز بیان کے مختلف شعبے،آیت کی شان نزول وغیرہ کا وسیع علم ضروری ہے۔آیت کے صرف ظاہری معنیٰ لے کر قرآن شریف کو سمجھنے کی کوشش کریں گے تو قرآن شریف سمجھ میں نہیں آئے گا بلکہ تمہاری تھوڑی بہت بلکہ برائے نام جو عقل ہے وہ بھی برباد ہو جائے گی۔

▣ آپ کے اس سوال نمبر: ۱/۳ کے ضمن میں پوچھا گیا ضمنی سوال کہ

''حضور اقدس ﷺ علم غیب جانتے تھے وہ کلی تھا یا جزئی؟

اس سوال کا جواب سوال نمبر: ۱/۴ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیل کے ساتھ لکھ دیا جارہا ہے۔ الحمدللہ! قرآن اور حدیث کی روشن اور مضبوط دلیلوں سے ثابت کیا جائے گا کہ **حضور اقدس ﷺ عالم ماکان ومایکون تھے**۔ یعنی جو کچھ ہوگیا اور جو کچھ بھی ہونے والا ہے، اس کا علم انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے عطا فرمادیا ہے۔ جس کو پڑھ کر صرف تمہاری ہی نہیں بلکہ تمہیں گمراہ کرنے والے تمہارے **''استاذوں''** کی بھی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

سوال نمبر ۱/۴، ۱/۵ اور ۱/۶ کا جواب

☆ **آپ کو کل علم غیب ایک ساتھ عطا ہوئی (ہوا) تھی یا شیئاً شیئاً؟**

☆ **اگر ایک ساتھ تو وہ کب؟**

☆ **اور اگر شیئاً شیئاً تو زمانۂ تکمیل کیا ہے؟**

مندرجہ بالا تمہارے تینوں سوالات میں سے پہلا سوال یعنی مسلسل **سوال نمبر: ۱/۴** سے تمہاری نری جہالت آشکار ہو رہی ہے۔ آپ نے علم غیب کے لیے لکھا ہے کہ **''عطا ہوئی تھی''** حالانکہ صحیح جملہ یہ ہے کہ **''عطا ہوا تھا''** لیکن آپ نے لفظ علم کو **''مذکر''** (MascuLine/Male) لکھنے کے بجائے **''مؤنث''** (Female/Feminine) لکھا ہے۔ آپ جتنی چاہیں اتنی لغات (Vocabulary) اُٹھا کر دیکھ لیں۔ ہر لغت میں لفظ **''علم''** کو مذکر ہی لکھا گیا ہے۔ کسی بھی لغت میں لفظ علم کو مؤنث نہیں لکھا گیا۔ لیکن آپ نے لفظ علم کو

مذکر کے بجائے مؤنث لکھ کر اپنی اصلیت ظاہر کردی ہے کہ جس کو لفظ علم کے مذکر یا مؤنث ہونے کی بھی تمیز نہیں وہ **نبی کے علم کی مقدار پر اعتراض کرنے کی بدتمیزی کر رہا ہے**۔ بلکہ ہر منکر علم غیب نبی اپنے دل کی خراش اور دشمنی نکالنے کے لئے ہاتھ میں گستاخی اور توہین کا تھرمومیٹر (Thermometer) لے کر نبی کا علم ناپنے کی کوشش کرتا ہے کہ **کتنا تھا؟ تھوڑا تھا یا زیادہ؟** ان عقل کے اندھوں کو قرآن مجید کی وہ آیتیں اور وہ احادیث مبارکہ نظر ہی نہیں آتیں جن میں **حضور اقدس** صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا بیّن (Apparent) ثبوت ہے۔

آیت:۔

" عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ "
(قرآن شریف، پارہ:۲۹، سورۃ الجن، آیت:۲۶، ۲۷)
ترجمہ:۔ "غیب کا جاننے والا وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔" (کنز الایمان)

مندرجہ بالا آیت میں علم غیب کا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے لئے انکار بھی فرمایا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے لئے "**اقرار**" بھی فرمایا گیا ہے۔ ایک ہی آیت میں **انکار** اور **اقرار** دونوں ہیں۔ بظاہر تو تضاد معلوم ہوتا ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام میں کہیں بھی تضاد نہیں۔ اگر صرف ظاہری معنیٔ الفاظ کو ہی آپ غیر مقلدوں کی طرح چپکے رہیں گے، تو تضاد معلوم ہوگا۔ لیکن اہلسنت و جماعت کے عظیم المرتبت مفسرین نور ایمان کی

روشنی میں قرآن مجید کی آیت کے الفاظ کے صرف ظاہری معنٰی ہی پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ آیت کا مفہوم، مقصد، مراد، مطلب، شانِ نزول وغیرہ کو ملحوظ رکھ کر قرآن مجید کی صحیح تفہیم اور افہام کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ لہذا مندرجہ بالا آیت کی صحیح تفہیم یہ ہوگی کہ:۔

- **آیت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے لئے علم غیب کا جو انکار فرمایا گیا ہے، اس سے مراد "علم غیب ذاتی" ہے۔**
- **آیت میں اللہ کے پسندیدہ رسولوں کے لئے علم غیب کا جو اقرار فرمایا گیا ہے، اس سے مراد "علم غیب عطائی" ہے۔**

اسی طرح احادیث کریمہ میں بھی **"ذاتی علم"** اور **"عطائی علم"** کے فرق کی وجہ سے انکار اور اقرار فرمایا گیا ہے۔ بعض حدیثوں میں ایسا ذکر ہے کہ **حضور اقدس** ﷺ نے فرمایا کہ میں غیب کا علم نہیں جانتا اور بعض حدیثوں میں ایسا ذکر ہے کہ **حضور اقدس** ﷺ نے **"ما کان وما یکون"** یعنی "جو کچھ بھی ہو گیا ہے اور جو کچھ بھی ہونے والا ہے" اس کی خبریں دی ہیں۔ تو ان دونوں قسموں کی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے جو علم غیب جاننے سے انکار کیا ہے، اس سے مراد **"ذاتی علم غیب"** ہے اور جس غیب کے جاننے کا اقرار فرمایا ہے۔ اس سے مراد **"عطائی علم غیب"** ہے۔

ہمارے مندرجہ بالا دعوے پر ہماری دلیل ملاحظہ ہو۔ پانچ سو سال سے بھی زیادہ پرانی کتاب کا حوالہ ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں:۔

> **"لَمْ یَنْفَ اِلَّا الدِّرَایَةَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِهٖ وَمَا نَفَی الدِّرَایَةَ مِنْ جِهَةِ الْوَحْيِ"**

ترجمہ:۔

”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ذات سے جاننے کی نفی (انکار) فرمائی ہے۔خدا کے بتائے سے جاننے کی نفی نہیں فرمائی۔“

حوالہ:۔ ”تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان“ المعروف بہ تفسیر نیشاپوری۔
مفسر:۔ امام نظام الدین حسن بن محمد بن حسین نیشاپوری۔(المتوفی ۸۵۰ھ)
الناشر:۔(۱) دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔طبع اول ۱۴۱۶ھ، جلد:۶،صفحہ:۱۸۰
(۲) مصطفیٰ البابی۔مصر۔جلد:۸،صفحہ:۲۶

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعت:۔

اب ہم چند احادیث کریمہ حدیث کی معتبر کتابوں کی اصل عبارت اور حوالے کے ساتھ پیش کر رہے ہیں:۔

حدیث شریف:۔

بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:۔

”قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَاتَرَکَ شَیْئًا یَکُوْنُ فِیْ مَقَامِہٖ ذَالِکَ اِلیٰ قِیَامِ السَّاعَۃِ اِلَّا حَدَّثَ بِہٖ ط حَفِظَہٗ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ.“

ترجمہ:۔ ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش (دنیا) سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا، سب بیان فرمادیا۔ کوئی چیز نہ چھوڑی۔ جسے یاد رہا اسے یاد رہا، جو بھول گیا، وہ بھول گیا۔“

حوالہ:. ”**صحیح مسلم شریف**“ مؤلف :۔ مسلم بن حجاج ابو الحسن قُشیری، (المتوفیٰ ۲۶۱ھ)، الناشر:. دار احیاء التراث العربی، بیروت،(لبنان)، کتاب الفتن و اشراط الساعۃ، باب اخبار النبی، **جلد:۴، حدیث نمبر: ۲۸۹۱، صفحہ:۲۲۱۷**

اب ایک حدیث ایسی پیش کی جارہی ہے کہ **حضور اقدس** ﷺ کے علم غیب میں شک وشبہہ کرکے ٹیں...... ٹیں..... اور گیں..... گیں...... کرنے والوں کے منہ پر علی گڑھی تالا لگ جائے گا۔

حدیث شریف :۔

⊙ امام احمد بن حنبل نے مسند میں ⊙ ابن سعد نے طبقات اور طبرانی معجم میں بسند صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ⊙ **ابویعلیٰ وابن منیع اور** ⊙ **طبرانی** نے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمایا کہ:۔

”لَقَدْ تَرَکْنَا مُحَمَّدٌ ﷺ وَمَا یُحَرِّکُ طَائِرٌ جَنَاحَیْہِ فِی السَّمَآءِ اِلَّا اَذْکَرْنَا مِنْہُ عِلْمًا“

ترجمہ:۔ ”حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پَر مارنے والا ایسا نہیں، جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو۔“

حوالہ:. **”مسند امام احمد بن حنبل“** مؤلف :۔ ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی. (المتوفی ۲۴۱ھ) ، الناشر:. المؤسسة الرسالة، بیروت،(لبنان)، طبع اول: ۱۴۲۱ھ، **جلد:۳۵، حدیث نمبر: ۲۱۳۶۱، صفحہ: ۲۹۰**

”حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے نزول کی تکمیل پر کل علم غیب عطا ہوا“

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے **محبوب اعظم** صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا مقدس کلام **قرآن مجید** نازل فرما کر اپنی عطائے خاص سے **”ما کان وما یکون“** یعنی جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے، اسکا علم عطا فرما دیا ہے۔

ذیل میں ہمارے دعوے کی دلیل قرآن مجید کی آیت جلیلہ سے پیش کرتے ہیں:۔

آیت نمبر:۱

”وَ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ“

(قرآن شریف، پارہ:۱۴، سورۃ النحل، آیت ۸۹)

ترجمہ:۔ ”اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔“ (کنزالایمان)

آیت نمبر:۲

”مَا کَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰکِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ کُلِّ شَیْءٍ“
قرآن شریف، پارہ:۱۳،سورۃ یوسف،آیت:۱۱۱
ترجمہ:۔ ”یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں،لیکن اپنے سے اگلے کاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان۔“ (کنزالایمان)

آیت نمبر:۳

”مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ“
قرآن شریف، پارہ:۷،سورۃ الانعام،آیت:۳۸
ترجمہ:۔ ”ہم نے اس کتاب (قرآن) میں کچھ اُٹھا نہ رکھا۔“ (کنزالایمان)

مذکورہ بالا تینوں آیات سے ثابت ہوا کہ **قرآن مجید میں ہر ”شئ“ (چیز) کا بیان** ہے۔اور بیان بھی روشن بیان اور روشن بھی مفصل یعنی تفصیل (Detail) کے ساتھ۔

”شئ“ چیز ہر موجود کو کہا جاتا ہے۔جس کا مطلب یہ ہوا کہ جو موجود ہو،اسی کو ”شئ“ کہا جائے گا۔تو جب قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے،تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ قرآن میں ہر موجود (Existence) کا روشن بیان ہے۔اور موجود وہی ہوتا ہے جس کا **”وجود“** ہو۔وجود اس کا ہی ہوتا ہے جو **تخلیق شدہ** (Creation) اور تراشا ہوا (Formed) ہو۔

صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی خالق حقیقی ہے۔اللہ تعالیٰ کے سوا پوری کائنات **مخلوق** (Created/Formed) ہے۔تو عرش سے لے کر فرش تک، یہاں تک کہ **لوح محفوظ** اور جو کچھ بھی لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے، وہ سب مخلوق ہے۔یعنی عرش سے فرش تک کی تمام چیزیں جنت، دوزخ، لوح، قلم، کرسی، سدرۃ المنتہٰی، ساتوں آسمان، زمین وغیرہ تمام کے تمام مخلوق اور موجود ہونے کی وجہ سے **''شَیْءٌ''** میں داخل ہیں۔ملت اسلامیہ کے ائمہ وعلمائے حق کے نظریہ سے **اہلسنت کے مذہب میں ''شئ'' ہر موجود کو کہتے ہیں۔**

تو جب لوح محفوظ موجود، اس میں لکھا ہوا بھی موجود، تو لوح محفوظ اور اس میں جو کچھ بھی لکھا ہوا ہے، اس پر **''شیٔ''** کا اطلاق (Applicable) ہوگا اور قرآن میں ہر شیٔ (چیز) کا روشن بیان ہے۔تو لوح محفوظ میں جو کچھ بھی لکھا ہوا ہے، اس کا بھی روشن بیان قرآن میں ہے۔

اب آیئے! قرآن ہی سے پوچھیں کہ لوح محفوظ میں کیا کیا لکھا ہوا ہے؟

آیت نمبر:۴

''وَکُلُّ صَغِیۡرٍ وَّ کَبِیۡرٍ مُّسۡتَطَرٌ''
قرآن شریف، پارہ:۲۷، سورۃ القمر، آیت:۵۳
ترجمہ:۔ ''اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔'' (کنزالایمان) (یعنی لوح محفوظ میں)

اب ایک آیت کریمہ **قرآن مجید** سے ایسی پیش کی جارہی ہے کہ مؤمن کا ایمان تازہ ہوجائے اور منافق کا دل غیظ میں جل کر خاک ہوجائے:۔

آیت نمبر :۵

"وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ"
قرآن شریف، پارہ:۷،سورۃ الانعام،آیت:۵۹
ترجمہ:۔ "اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک،مگر یہ کہ سب ایک روشن کتاب میں لکھا ہے۔" (کنزالایمان)
▣ مندرجہ بالا آیت کی تفسیر:۔ "کتابِ مبین سے لوحِ محفوظ مراد ہے،اللہ تعالیٰ نے "مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ" کے علوم اس میں مکتوب فرمائے۔" حوالہ:۔ "تفسیر خزائن العرفان"، صفحہ نمبر:۲۱۷ پر نمبر:۱۳۰

الحمدللہ ! قرآن مجید کی "**نص قطعی**" یعنی عیاں، واضح طور پر اور صاف دلیل (**Manifest, Definitely and Demonstrately**) سے ثابت ہو گیا کہ **اللہ تعالیٰ** نے اپنے محبوب اکرم ﷺ کو جملہ موجودات یعنی جس کا وجود پہلے تھا، اب ہے اور قیامت تک وجود رہے گا یعنی لوح محفوظ میں جو لکھا ہوا ہے، اس کا علم اور عرش سے فرش، زمین و آسمان، دنیا کے تمام ذرّے ذرّے بلکہ کائنات میں سے ایک ذرّے کا بھی علم **حضور اقدس** ﷺ کے علم سے باہر نہ رہا، یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو تمام علوم اوّلین و آخرین عطا فرمادئے۔

جیسے جیسے قرآن نازل ہوتا گیا، حضور کے علم میں اضافہ ہوتا گیا.... یہاں تک کہ.....

جیسا کہ سابقہ اوراق میں بیان کیا گیا کہ **قرآن شریف میں ہر چیز کا یہاں تک کہ لوح محفوظ میں لکھے ہوئے علوم کا بھی قرآن میں روشن بیان ہے۔** لہٰذا قرآن شریف تھوڑا تھوڑا جب بھی نازل ہوتا گیا۔ **حضوراقدس** ﷺ کا علم بڑھتا گیا۔ ہم اہلسنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے اور اس عقیدے کے ضمن میں اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، **امام احمد رضؔا خاں محقق بریلوی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

> **"قرآن عظیم دفعۃً نہ اترا بلکہ تیئیس (۲۳) برس میں تھوڑا تھوڑا۔ جب کوئی آیت یا سورت اترتی نبی ﷺ کے علموں پر اور علوم بڑھاتی۔ یہاں تک کہ جب قرآن عظیم کا نزول پورا ہوا، ہر چیز کا مفصل روشن بیان پورا ہوگیا اور اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ پر اپنی نعمت تمام کردی۔"**
>
> **حوالہ:۔** **"اَلدَّولَۃُ الْمَکِّیَّۃِ بِالْمَادَۃِ الْغَیْبِیَۃِ" (عربی)** **مصنف: امام احمد رضا محقق بریلوی،** (المتوفی ۱۳۴۰ھ) کا اردو ترجمہ۔ مترجم:۔ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضؔا خاں صاحب، ناشر:۔ قادری بک ڈپو، نومحلہ۔ بریلی۔ سن اشاعت:۔ جون ۱۹۸۹ء، **صفحہ: ۲۸۹**

لہذا انزول قرآن کی تکمیل سے پہلے اگر **حضور اقدس** ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ **"وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَيۡكَ"** (قرآن شریف۔ پارہ:۲۴، سورۃ المؤمن، آیت:۷۸) **ترجمہ :۔** ''ہم نے کچھ کے احوال بیان نہ فرمائے'' (کنزالایمان) اسی طرح منافقوں کے بارے میں فرمایا کہ **"وَمِنۡ اَهۡلِ الۡمَدِيۡنَةِ مَرَدُوۡا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعۡلَمُهُمۡ"** (قرآن شریف۔ پارہ:۱۱، سورۃ التوبہ، آیت:۱۰۱) **ترجمہ:۔** ''اور کچھ مدینے والے، ان کی خو ہوگئی نفاق، تم انہیں نہیں جانتے۔'' (کنزالایمان)

اسی طرح **حضور اقدس** ﷺ نے کسی قصّے یا معاملے میں توقّف فرمایا یعنی ڈھیل دی اور خاموشی اختیار کی، یہاں تک کہ وحی نازل ہوئی اور علم لائی۔ تو ان آیتوں یا واقعات کو دلیل بنا کر ہرگز..... ہرگز.... **حضور اقدس** ﷺ کے **''علم غیب''** کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

لہذا۔ ایسے جتنے واقعات کہ جن میں **حضور اقدس** ﷺ نے بتانے میں توقّف (ڈھیل) فرمایا، یا اس کے علم سے انکار فرمایا، تو وہ واقعہ پورا قرآن نازل ہونے سے پہلے کا ہوگا، اور ایسے واقعات سے **حضور اقدس** ﷺ کو ''علم غیب'' نہ ہونے کی سند لانا، تاریخ سے نری جہالت اور بے وقوفی ہے۔

لہذا، حضور اقدس ﷺ کے ''علم غیب'' نہ ہونے کے ثبوت میں منافقین زمانہ جن واقعات کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں، انہیں ہم چیلنج کرتے ہیں کہ **''پورا قرآن شریف نازل ہوجانے کے بعد کا ایک واقعہ ایسا بتاؤ۔''** اور جو واقعہ تم بتاؤ وہ قرآن اور حدیث کے حوالے اور ٹھوس حوالوں کے ساتھ تاریخ کی روشنی میں پیش کرو **"هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ"** (قرآن شریف۔ پارہ:۱، سورۃ البقرہ، آیت:۱۱۱) **ترجمہ:۔** **''لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو۔''** (کنزالایمان)

منکرین علم غیب مصطفیٰ پر لازم ہے کہ وہ قرآن کی آیت اور حدیث متواتر سے ہی ایسی دلیل لائیں، جس میں صاف لفظوں میں یہ ارشاد ہو کہ پورا قرآن شریف نازل ہونے

کے بعد کوئی واقعہ **حضوراقدس** ﷺ پراس طرح مخفی (پوشیدہ) رہا کہ "**حضوراقدس** ﷺ نے **اصلاً جانا ہی نہیں**" کیونکہ "**نہ جاننا**" اور "**نہ بتانا**" میں زمین۔ آسمان کا فرق ہے۔ بار ہا ایسا ہوا ہے کہ کسی معاملے کی حقیقت **حضوراقدس** ﷺ جانتے تھے، لیکن کسی مصلحت یا کسی اور وجہ سے بتایا نہیں۔ کیونکہ **حضوراقدس** ﷺ کے پاس کچھ ایسے علوم بھی تھے، جن کو چھپانے اور ظاہر نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا تھا۔

ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے مندرجہ بالا چیلنج کا منافقین زمانہ یعنی وہابی، دیوبندی اور غیر مقلدین فرقے کے لوگ ہرگز جواب نہ دے سکیں گے۔ کیونکہ قرآن مجید میں **اللہ تبارک وتعالیٰ** ارشاد فرماتا ہے کہ:۔

" وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِىۡ كَيۡدَ الۡخَآئِنِيۡنَ "
(قرآن شریف، پارہ:۱۲، سورہ یوسف، آیت:۵۲)
ترجمہ:۔ "**اللہ راہ نہیں دیتا دغابازوں کے مکر کو۔**" (کنزالایمان)

قرآن اور حدیث سے حضوراقدس کے علم غیب کا ثبوت

آیت:۔

"وَعَلَّمَکَ مَا لَمۡ تَكُنۡ تَعۡلَمُ"
قرآن شریف، پارہ:۵، سورۃ النساء، آیت:۱۱۳
ترجمہ:۔ "**اور تمہیں سکھا دیا، جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔**" (کنزالایمان)

تفسیر اس آیت کی تفسیر میں ''تفسیر خازن'' میں ہے کہ:۔

''وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ عَنْ اَحْکَامِ الشَّرْعِ وَ اُمُوْرِ الدِّیْنِ وَقِیْلَ عَلَّمَکَ مِنْ عِلْمِ الْغَیْبِ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ''
ترجمہ:۔ ''اور سکھا دیا تمہیں، جو کچھ تم نہ جانتے تھے، یعنی شریعت کے احکام اور دین کے امور۔ اور کہا گیا سکھا دیا تمہیں علم غیب میں سے جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔''
حواله:۔ "تفسير لباب التاويل فى معنى التنزيل" المعروف :۔ "تفسير خازن" مفسر :۔ امام ابو الحسن علاء الدين على بن محمد بن ابراهيم خازن، (المتوفیٰ ۷۴۱ھ) ، الناشر:. دارالكتب العلميه،بيروت ، لبنان . طبع اول ۔ سن طباعت ۱۴۱۵ھ، **جلد: ۱**، **صفحه:** ۴۲۶

آیت:۔

''ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ''
قرآن شریف، پارہ:۳، سورۃ ال عمران، آیت:۴۴
ترجمہ:۔ ''یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔'' (کنزالایمان)

آیت:۔

" وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ "
قرآن شریف، پارہ:۳۰،سورۃ التکویر،آیت:۲۴
ترجمہ:۔ ''اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔'' (کنزالایمان)

حضوراقدس ﷺ کے علم غیب کے ثبوت میں اگر صرف قرآن کی آیتیں اوران کی تفاسیر بیان کی جائیں، تو ایک ضخیم کتاب تصنیف ہو جائے۔لیکن ہم نے یہاں صرف تین (۳) آیت پر ہی اکتفاء کیا ہےاوران آیات کا ماحصل یہ ہے کہ:۔

- **اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کو وہ سب کچھ باتوں کا علم سکھا دیا، جو حضوراقدس ﷺ نہیں جانتے تھے۔**
- **اللہ تعالیٰ نے حضوراقدس ﷺ کوعلم غیب خفیہ طریقے سے تعلیم فرمایا ہے۔**
- **حضور ﷺ غیب کی باتیں بتانے پر بخیل یعنی کنجوس نہیں۔**

''کنجوس نہیں ہیں'' یہ جملہ ہی **حضوراقدس** ﷺ کے علم غیب کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔مثال کے طور پر ایک شخص کے پاس بے شمار مال و دولت ہے۔اللہ تعالیٰ نے اسے دولت کے ساتھ سخی دل بھی دیا ہے۔اور وہ اپنی دولت اللہ کی راہ میں خوب خیرات کرتا ہے۔اس کے دروازے سے کوئی بھی فقیر، حاجت منداور سوالی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا۔وہ سب کی ضرورتوں کو پوری کرتا ہے۔ایسے شخص کے لئے کہا جائے گا کہ **یہ شخص کنجوس نہیں۔** جس

کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے پاس مال ہے اور وہ مال خرچ کرتا ہے، **سخی ہے۔**

اگر وہ شخص ہی محتاج، غریب، فاقہ کش اور ضرورت مند ہو، ایک ایک پیسہ کے لئے ترستا ہو۔ وہ بیچارہ کیا سخاوت کرے گا؟ جس کے پاس کچھ بھی نہیں، وہ سخاوت کر ہی نہیں سکتا اور اس کے لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ **یہ کنجوس نہیں۔** بلکہ ''یہ کنجوس نہیں'' صرف اسی کو کہا جا سکتا ہے کہ جس کے پاس مال و دولت ہے۔

تو جب **حضور اقدس** ﷺ کے لئے قرآن مجید میں یہ فرمایا گیا ہے کہ **''یہ نبی غیب بتانے میں کنجوس نہیں''** تو ثابت ہوا کہ **حضور اقدس** ﷺ ضرور بلکہ بالیقین علم غیب جانتے ہیں۔ صرف جانتے ہی نہیں بلکہ غیب کی باتیں بتاتے بھی ہیں اور غیب کی باتیں بتانے میں کنجوس بھی نہیں بلکہ اتنی کثرت سے غیب کی باتیں بتائی ہیں کہ حدیث شریف کی کتابیں ایسے واقعات سے مزیّن ہیں۔ لیکن جن کی عقل اور دل کی دونوں آنکھیں پھوٹی ہیں۔ انہیں یہ سب روشن واقعات نظر نہیں آتے۔ انہیں نبی کی عظمت سے ایسی عداوت ہے کہ وہ ہمیشہ ایسی آیتیں یا حدیث کے واقعات کو ہی تلاش کرتے ہیں، جن کے معنیٰ، مطلب، مقصد، مفہوم اور مراد کو سمجھے بغیر صرف ظاہری الفاظ کا ترجمہ اور اسکا غلط اور من گھڑا مفہوم نکال کر **حضور اقدس** ﷺ کی شان گھٹانے کی بیجا کوشش کرتے ہیں۔ توحید کی نام نہاد پاسداری کے کیف میں مخمور ہو کر انہوں نے **نبی کی شان میں گستاخی کرنے کا نام توحید رکھ دیا ہے۔** بلکہ توحید کی آڑ میں بارگاہ رسالت میں گستاخی اور توہین کرنا اپنا شیوا بنا رکھا ہے۔

لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے بات بات میں شرک کا فتویٰ تھوپتے ہیں۔ جہاں کہیں

بھی نبی اور ولی کی عظمت کا معاملہ آیا، وہاں فوراً توحید کا جھنڈا بلند کر کے شرک ہوگیا.....**شرک ہوگیا**.....کی چیخ پکار شروع کر دیتے ہیں۔قرآن مجید کی آیتوں کے الفاظ کے ظاہری معنٰی اور مطلب بھی غلط کرتے ہیں اور پھر ان غلط ترجموں کی بنیاد پر من گھڑت اور خود ساختہ ایسے مفہوم اخذ کرتے ہیں کہ جن کا آیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔

فٹ پاتھ کے موالی قسم کے جاہل اور غیر سماجی (**Non Social**) افراد عالم دین کی وضع قطع اختیار کر کے، خطیب اور مصلح کا رول نبھانے کا ناٹک کر کے، بے علم عوام الناس کو قرآن کے نام پر دھوکہ دے کر گستاخ رسول بنا کر گمراہ اور بددین بنا دیتے ہیں۔ ایسے جاہلوں سے جب کوئی ذی علم سنّی صحیح العقیدہ شخص مناظرہ کا چیلنج دیتا ہے، تو جھگڑا اور فساد کا بہانہ پیش کر کے مناظرہ کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

قرآن مجید کو عام کتاب (**Ordinary Book**) کی طرح پڑھ کر آیت کے ظاہری معنی سے قرآن کی تفہیم حاصل کرنے کا دعوٰی کرتے ہیں۔خود تو گمراہ ہوتے ہیں اور بے شمار لوگوں کو گمراہ کر کے ''**ضَالٌّ وَ مُضِلٌّ**'' یعنی گمراہ اور گمراہ کرنے والے کے مصداق بنتے ہیں۔

یہی حال اِنکا حدیث کی معلومات کا ہے۔انشاءاللہ علم غیب کے عنوان کے آخر میں ہم ان سے قرآن اور حدیث کے تعلق سے کچھ سوالات پوچھیں گے۔جن کے جوابات انشاء اللہ اُن سے تا قیامت نہ بن پائیں گے۔

اب ہم **حضور اقدس** ﷺ کے علم غیب کے ثبوت میں چند احادیث، کتب معتبرہ کے حوالے اور عربی متن، اردو ترجمہ کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

حضور اقدس کے لئے ہر چیز اس طرح روشن ہو گئی کہ آپ نے پہچان لیا۔

حدیث:۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ :حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِءٍ أَبُو هَانِءٍ الْيَشْكُرِيُّ، قَالَ :حَدَّثَنَا جَهْضَمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِشٍ الْحَضْرَمِيِّ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ مَالِكِ بْنِ يَخَامِرَ السَّكْسَكِيِّ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ :احْتُبِسَ عَنَّا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى كِدْنَا نَتَرَاءَى عَيْنَ الشَّمْسِ، فَخَرَجَ سَرِيعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ، فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَجَوَّزَ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِهِ فَقَالَ لَنَا :عَلَى مَصَافِّكُمْ كَمَا أَنْتُمْ ثُمَّ انْفَتَلَ إِلَيْنَا فَقَالَ :أَمَا إِنِّي سَأُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِي عَنْكُمُ الْغَدَاةَ :أَنِّي قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأْتُ فَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِي فَنَعَسْتُ فِي

صَلاَتِـی فَـاسْتَثْقَلْتُ، فَإِذَا أَنَا بِرَبِّی تَبَارَکَ وَتَعَالَی فِی أَحْسَنِ صُورَۃٍ، فَقَالَ :یَا مُحَمَّدُ قُلْتُ :لَبَّیْکَ رَبِّ، قَالَ :فِیمَ یَخْتَصِمُ الْـمَلَأُ الْأَعْلَی؟ قُلْتُ :لاَ أَدْرِی رَبِّ، قَـالَهَـا ثَلاَثًا قَالَ :فَـرَأَیْتُهُ وَضَـعَ کَـفَّـهُ بَیْـنَ کَتِـفَـیَّ حَتَّـی وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَیْنَ ثَدْیَیَّ، فَتَجَلَّی لِی کُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ.

حوالہ:۔ "**سنن الترمذی**"، مؤلف: ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی (المتوفیٰ ۲۷۹ھ)

ناشرین: (۱) دارالغرب الاسلامی۔ بیروت، سن طباعت: ۱۹۹۸ء،

جلد نمبر: ۵، صفحہ نمبر: ۲۲۱، حدیث نمبر: ۳۲۳۵

(۲) دارالفکر۔ بیروت۔ لبنان۔ جلد نمبر: ۵، حدیث نمبر: ۳۲۴۶، صفحہ: ۱۶۰

ترجمہ:۔

ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشار نے، وہ فرماتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی معاذ بن ھانی ابوھانی یشکری نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی جھضم بن عبداللہ نے وہ یحییٰ بن ابوکثیر سے روایت کرتے ہیں، وہ زید بن سلام سے، وہ ابوسلام سے، وہ عبدالرحمٰن بن عائش حضرمی سے، اور یہ حدیث کو مالک بن یخامر سکسکی سے بیان کرتے ہیں اور وہ حضرت معاذ بن جبل سے کہ آپ فرماتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ سے صبح کی نماز میں تشریف لانے میں تاخیر ہوگئی، قریب تھا کہ ہم سورج کو دیکھ لیں، آپ ﷺ تیزی سے تشریف لائے پھر نماز کے لئے تکبیر کہی گئی، حضور اقدس ﷺ نے نماز پڑھائی اور نماز میں اختصار

فرمایا، پھر جب آپ نے سلام پھیرا تو آواز سے ارشاد فرمایا: آپ لوگ اپنی اپنی جگہوں پر جس طرح ہیں ویسے رہیں، اس کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''میں تمہیں بتاتا ہوں کہ آج صبح مجھے تم لوگوں سے کس چیز نے روکا، میں رات میں بیدار ہوا اور وضو کیا پھر میں نے جتنی ہو سکی اتنی نماز پڑھی، مجھے نماز میں اونگھ آگئی اور نیند کا غلبہ ہوگیا، تو اچانک میں اپنے رب تبارک و تعالیٰ کے ساتھ اچھی صورت میں تھا، رب نے فرمایا: ''اے محمد!'' میں نے عرض کی: ''یا رب میں حاضر ہوں''، فرمایا: ''ملائکہ کس سلسلے میں جھگڑ رہے ہیں؟''، میں نے عرض کی: ''مولا! مجھے خبر نہیں ہے''، (یہ بات تین مرتبہ فرمائی)، حضور ﷺ فرماتے ہیں: ''میں نے دیکھا کہ رب تعالیٰ نے اپنا دست رحمت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے اس کے پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، تو میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے جان لیا''۔

''حضور اقدس ﷺ نے جنتیوں اور دوزخیوں کا حال بتادیا''

اب ہم **بخاری شریف** سے ایک ایسی حدیث شریف پیش کررہے ہیں جسے امیر المؤمنین **حضرت عمر فاروق اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت فرمایا ہے۔ جس کا کوئی بھی غیر مقلد یا کوئی بھی دیوبندی انکار نہیں کرسکتا۔

حدیث:۔

”عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ : قَامَ فِیْنَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَھُمْ وَدَخَلَ اَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ۔ حَفِظَ ذَالِکَ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ“

حوالہ:۔ ”صحیح البخاری“ المؤلف :۔ محمد بن اسمٰعیل ابو عبداللہ بخاری۔ (المتوفی ۲۵۶ھ)

الناشر:۔ (۱) دارطوق النجات، دمشق۔ ملک شام، طبع اول ۱۴۲۲ھ، کتاب بدء الخلق، باب :۔ قول اللہ تعالیٰ فی سورۃ الروم، آیت : ۲۷، **جلد : ۴، حدیث نمبر : ۳۱۹۲، صفحہ : ۱۰۶**

الناشر:۔ (۲) قدیمی کتب خانہ۔ کراچی (پاکستان)، کتاب، بدء الخلق، باب :۔ مَاجَاءَ فِیْ قَوْلِ اللّٰہ **”وَھُوَالَّذِیْ یَبْدَءُ الْخَلْقَ الخ“ جلد:۱، صفحہ:۴۵۳**

ترجمہ:۔ ”حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش (مخلوق) سے لیکر جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمادیا۔ جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا، وہ بھول گیا۔“

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے **”علم غیب“** کے ثبوت میں صرف یہی ایک حدیث شریف کافی ہے۔ اس حدیث سے علم غیب مصطفیٰ کا انکار کرنے والے منافقوں کے چہرے سیاہ ہوجائیں گے۔ کیونکہ منافقین زمانہ کا تو یہ عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ! **حضور اقدس** صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں تھا۔ لیکن مذکورہ بالا حدیث شریف میں تو **حضور اقدس** صلی اللہ علیہ وسلم کے ”علم

ماکان وما یکون'' یعنی ''**جو کچھ بھی ہوگیا ہے، اور جو کچھ بھی ہونے والا ہے، اس کا علم**'' کا پرچم بلند ہورہا ہے۔ ابتدائے خلق یعنی مخلوق کی ابتداء سے لیکر قیامت تک کا حال بلکہ کون جنت میں جائے گا؟ اور کون دوزخ میں جائے گا؟ یہ بھی حضور نے بتا دیا۔ یعنی ابتداء سے انتہا تک کا علم حضور نے بتا دیا۔ یہ علم غیب نہیں تو کیا ہے؟ ان منکروں سے ہم صرف اتنا ہی کہتے ہیں کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کی پیمائش کرنے کی بے وقوفی اور گستاخی مت کر۔ ارے، وہ تو یہ بھی جانتے ہیں کہ کون جنت میں جائے گا اور کون دوزخ میں جائے گا۔ وہ پیارے آقا اللہ تعالیٰ کی عطا سے یہ بھی جانتے ہیں کہ **تو اور تیرا باپ کہاں جاؤ گے**۔

''جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب حضور کے علم میں آ گئے''

اس کتاب کے صفحہ نمبر: ۵۱ پر ''**سنن ترمذی**'' کے حوالے سے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہوئی جو حدیث شریف پیش کی ہے، اس حدیث شریف میں یہ جملہ ہے کہ ''**میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے جان لیا**'' اس معراج منامی والی حدیث کے بیان میں **حضرت عبداللہ ابن عباس** رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:۔

حدیث:۔

''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : فَعَلِمْتُ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ''

حوالہ:۔ ''**سنن ترمذی**'' المؤلف :۔ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک ترمذی۔ (المتوفی ۲۷۹ھ)

الــنــاشــر: (۱) دار الــغــرب الاســلامــی، بیــروت،(لبــنــان)، ســن طبــاعــت: ۱۹۹۸ء، باب :۔ سورۃ ص، کتاب التفسیر، **جلد نمبر: ۵، حدیث نمبر: ۳۲۳۳، صفحہ نمبر : ۲۲۰**

الــنــاشــر:۔ (۲) دارالــفــکــر، بیــروت،(لبــنــان)،کتاب التفسیر، **جــلــد نمبر: ۵، حدیث نمبر: ۳۲۴۴، صفحہ نمبر : ۱۵۹**

ترجمہ:۔ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے،سب میرے علم میں آگیا۔“

”حضور اقدس ﷺ اپنے ہر امتی کو پہچانتے ہیں“

طبرانی اور ضیاء المختارہ میں حضرت حذیفہ بن اُسَید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں:۔

حدیث:۔

”عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِی الْبَارِحَۃَ لَدُنْ ھٰذِہِ الْحُجْرَہِ حَتّٰی لَاَنَا اَعْرَفُ بِالرِّجَالِ مِنْھُمْ مِنْ اَحَدِکُمْ بِصَاحِبِہٖ“

حوالہ:۔ (۱) ”المعجم الکبیر“ الـمـؤلف :ــ سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی۔ (المتوفیٰ ۳۶۰ھ)

الناشر: (۱) مکتبہ ابن تیمیہ، قاھرہ ، مصر، طبع ثانی، **جلد نمبر: ۳، حدیث نمبر: ۳۰۵۴، صفحہ نمبر : ۱۸۱**

الــنــاشــر:۔ (۲) الــمــکــتبۃ الــفیصلیہ، بیروت(لبنان)، **جــلــد: ۳، حدیث نمبر: ۳۰۵۴، صفحہ: ۱۸۱**

حوالہ:. (۲) **"کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال" المؤلف :۔** علاء الدین علی بن حسام الدین البرھانپوری.(المتوفی ۹۷۵ھ) **الناشر: ـــ المؤسسة الرسالہ ـــ بیروت(لبنان) الطبعة** الخامسہ، ۱۴۰۱ھ، **جلد: ۱۱ ،حدیث نمبر: ۳۱۹۱۱، صفحہ نمبر ۴۰۸:**

ترجمہ:۔

"گزشتہ رات مجھ پر میری امت اس حجرے کے پاس میرے سامنے پیش کی گئی۔ بیشک میں ان کے ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں، جیسا تم میں کا کوئی اپنے ساتھی کو پہچانے۔"

اس حدیث کے الفاظ سے **حضور اقدس** ﷺ کے علم غیب کی وسعت کا ثبوت ملتا ہے۔ **حضور اقدس** ﷺ اپنی پوری امت کو پہچانتے ہیں۔ یعنی امت کے ہر شخص کو پہچانتے ہیں۔

اس حدیث شریف میں **"پہچانتا ہوں"** کا جملہ قابل غور ہے۔ پہچاننا دو (۲) معنوں میں ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ آدمی کسی کو سرسری طور پر پہچانے کہ فلاں آدمی کہ جس کا نام یہ ہے، وہ فلاں قوم کا ہے، فلاں محلّے میں رہتا ہے، کرانا (پنساری) کی دوکان ہے، بھلا اور اچھا آدمی ہے۔ یا پھر یہ بھی پہچان ہوسکتی ہے کہ بدمعاش اور غنڈا آدمی ہے، جوئے کی کلب اور دیسی شراب کا کاروبار کرتا ہے، اس سے دور رہنے میں ہی بھلائی اور سلامتی ہے، بس صرف اتنی ہی سرسری جان۔ پہچان ہے۔ کبھی آمنا سامنا ہوجائے تو ہائے ....ہیلو.... یا پھر نیک آدمی سے دعا۔ سلام تک ہی پہچان محدود ہوتی ہے۔ اسکو کہا جائے گا کہ پہچانتا ہوں۔

لیکن ایک پہچان ایسی ہوتی ہے کہ اسکی ظاہری اور باطنی تمام کیفیات کی جانکاری ہوتی ہے ⊙ کیا نام ہے ⊙ کس کا بیٹا ہے ⊙ کس قوم کا ہے ⊙ کس خاندان سے ہے ⊙ کتنی تعلیم حاصل کی ہے ⊙ ذریعۂ معاش کیا ہے ⊙ ملازمت کرتا ہے یا تجارت کرتا ہے ⊙ نوکری کرتا ہے تو کہاں پر نوکری کرتا ہے ⊙ کیا عہدہ ہے ⊙ کیا تنخواہ ہے ⊙ اگر تجارت کرتا ہے تو کونسی تجارت کرتا ہے ⊙ دوکان ہے یا کارخانہ ہے ⊙ سالانہ کیا کماتا ہے ⊙ جس مکان میں رہتا ہے وہ کرائے کا ہے یا مالکی کا ⊙ کرائے کا ہے تو کتنا کرایہ دیتا ہے ⊙ مکان مالکی کا ہے، تو اس کے باپ۔دادا سے وراثت میں ملا ہے یا خریدا ہے ⊙ خریدا ہے تو کتنے میں اور کب خریدا ہے ⊙ شادی شدہ ہے یا کُنوارا ⊙ شادی شدہ ہے تو کس کی لڑکی سے اور کب شادی ہوئی ⊙ کتنے بچے ہیں ⊙ بچے ہیں تو، کتنے لڑکے ہیں اور کتنی لڑکیاں ہیں ⊙ کیسا آدمی ہے، نمازی ہے یا بے نمازی ⊙ معاملات میں دیانتدار ہے یا گھپلے باز ⊙ کس کس کا مال کھا گیا ہے اور کس کس کا گھپلا کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

ایسی تو بے شمار باتیں اور معاملات ہیں، جن کی بنیاد پر آدمی پہچانا جاتا ہے۔اور اس پہچان کو گہری جان پہچان کہتے ہیں۔اور ایسی گہری جان پہچان ہر شخص کے ساتھ نہیں ہوتی بلکہ جس کے ساتھ گہرے تعلقات ہوتے ہیں اس سے ہی ہوتی ہے۔اور ایسی پہچان والے کو ساتھی (دوست) کہا جاتا ہے۔کیونکہ ایک دوست اپنے دوست کے سامنے دل کھول کر بات۔چیت کرتا ہے اور اپنے ظاہری اور باطنی حالات اور اسرار بھی دوست کو بتاتا ہے۔

اب آیئے حدیث شریف کے الفاظ پر غور کریں کہ **حضور اقدس** ﷺ فرماتے ہیں کہ **''جیسے کوئی اپنے ساتھی کو پہچانتا ہے، ایسے ہی میں اپنی امت کے ہر شخص کو پہچانتا ہوں۔''** جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ **حضور اقدس** ﷺ اپنے ہر امتی کے ہر حال سے باخبر ہیں۔اپنے ہر

امتی کی تمام حالت، کیفیت، فطرت، حقیقت، اصلیت اور مادیت کی ایسی گہری پہچان اور خبر ہے کہ ایک گہرا دوست اپنے دوست سے باخبر ہوتا ہے۔ لیکن اس گہرے دوست کے پاس صرف اپنے دوست کو پہچاننے تک کا ہی عمل محدود ہوتا ہے۔ لیکن **حضور اقدس** ﷺ کے ''علم'' کا تو یہ عالم ہے کہ آپ اپنے ہر امتی کے ہر حال سے باخبر ہیں اور ہر امتی کو یعنی ''**امت اجابت**'' یعنی دین اسلام قبول کرنے والے اور ''**امت دعوت**'' یعنی جن کو دین اسلام کی دعوت دی گئی، لیکن انہوں نے اسلام قبول نہ کیا، یعنی غیر مسلم۔ جس کا صاف صاف مطلب یہ ہوا کہ ہر مسلمان اور ہر غیر مسلم جس میں عیسائی، یہودی، نصارٰی، ہندو، سِکھ وغیرہ سب آ گئے۔ سب کی ہر ہر حالت سے **علم غیب جاننے والے، سرکار دو عالم** ﷺ واقف ہیں۔ تو اب ہم ان جاہل اہلحدیثوں (غیر مقلدوں) سے پوچھتے ہیں کہ اتنی وسیع جانکاری ہونے کے باوجود **حضور اقدس** ﷺ کے علم غیب کا انکار کرنا درحقیقت **قرآن** اور **حدیث** کا انکار کرنا ہے۔ تعجب ہے کہ دعوٰی تو اہلحدیث کا اور حدیث ہی کا انکار کرنا۔

> **''دنیا اور دنیا میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے، اسے حضور اقدس ﷺ ایسا دیکھ رہے ہیں، جیسے اپنی ہتھیلی کو''**

طبرانی ''**معجم کبیر**'' میں، نسیم بن حمّاد ''**کتاب الفتن**'' میں اور ابو نعیم ''**حلیہ**'' میں جلیل القدر صحابی حضرت **عبد اللہ ابن عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ **حضور اقدس** ﷺ فرماتے ہیں کہ:۔

حدیث:۔

”اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ رَفَعَ لِی الدُّنیَافَاَنَااَنْظُرُاِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَکَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُاِلٰی کَفِّی ھٰذِہٖ“

حوالہ:۔ (۱) ”حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء وَطَبْقَات الاصْفِیَاء“ المؤلف :۔ ابو نعیم احمد بن عبداللہ الاصبھانی ۔ (المتوفیٰ ۴۳۰ھ)
الناشر: (۱) دارالکتب العلمیہ،بیروت،لبنان، مطبوعہ سن ھجری ۱۴۰۹ھ، باب:۔ حدید بن کریب،**جلد نمبر: ۶،صفحہ نمبر: ۱۰۱**
الناشر: ۔(۲) دار الکتاب العربی، بیروت(لبنان)، باب:۔ حدید بن کریب، **جلد: ۶، صفحہ: ۱۰۱**

حوالہ:۔ (۲) ”**کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال**“ المؤلف :۔ علاء الدین علی بن حسام الدین البرھانی. (المتوفیٰ ۹۷۵ھ)
الناشر: المؤسسۃ الرسالۃ، بیروت(لبنان) الطبعۃ الخامسہ، ۱۴۰۱ھ، **جلد: ۱۱،حدیث نمبر: ۳۱۸۱۰** اور **حدیث نمبر: ۳۱۹۷۱، صفحہ نمبر: ۳۷۸** اور ۴۲۰

ترجمہ:۔ ”**بیشک میرے سامنے اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا اُٹھالی ہے اور میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے، سب کچھ دیکھ رہا ہوں، جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔**“

اگر کسی شخص میں برائے نام تھوڑی سی بھی عقل ہوگی، تو وہ شخص اس حدیث پاک سے یقین کے درجے میں مان لیگا کہ بے شک **اللہ تعالیٰ** کے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے، **اسکا علم حاصل ہے**۔ لیکن جس کے دل کی آنکھیں پھوٹی

ہیں۔ اور وہ نور ایمان کی روشنی سے محروم ہے، اسے کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ چاہے وہ قرآن کی آیت سے دلیل ہو، چاہے حدیث شریف سے برہان ہو۔

آیئے! اب ایک دلیل ایسی پیش کرتے ہے کہ کسی کو بھی انکار کی جرأت نہ ہوگی۔

''حضرت آدم سے قیامت تک کی تمام مخلوق کو حضور اقدس پہچانتے ہیں''

ذی شان امام ابن حجر مکی کے استاذ اور محدثوں کے پیشوا اور امام زین الدین عراقی اپنی کتاب ''شرح مہذب'' میں اور علامہ خفاجی ''نسیم الریاض'' میں فرماتے ہیں کہ:۔

''اِنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيْهِ الْخَلَائِقُ مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ فَعَرَفَهُمْ كُلَّهُمْ كَمَا عُلِّمَ اٰدَمُ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا''

حوالہ:۔ ''نَسِيْمُ الرِّيَاضُ فِيْ شَرْحِ شِفَاءِ الْقَاضِيْ عَيَاضُ'' مصنف:۔ امام اجل، علامہ شہاب الدین خفاجی، مصری، (المتوفیٰ ۱۰۶۹ھ) ناشر:۔ قدیمی کتب خانہ۔ کراچی (پاکستان) باب:۔۳، فصل اول (فیما ورد من ذکر مکانتہ عند ربہ) جلد:۲، صفحہ:۲۰۸

ترجمہ:۔ ''حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر قیامت قائم ہونے تک کی تمام مخلوقات الٰہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی گئی۔ حضور نے تمام گزشتہ اور آئندہ مخلوقات سب کو پہچان لیا۔ جس طرح آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو تمام نام سکھائے گئے تھے۔''

میں پوچھتا ہوں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک کی تمام مخلوق کو پہچاننا، یعنی ماضی اور مستقبل کی تمام مخلوق کو پہچاننا، کیا اسے علم غیب نہیں کہا جائے گا؟ ارے آدمی اپنی حیاتی کی زندگی میں صرف اپنے شہر کے تمام لوگوں کو نہیں پہچانتا۔ لیکن ہمارے پیارے **علم غیب جاننے والے پیارے آقا** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کا یہ عالم ہے کہ اوّل سے آخر تک کی تمام مخلوق کو آپ پہچانتے ہیں۔

"جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، حضور سب کو جانتے اور پہچانتے ہیں، ہر چیز آپ پر روشن ہے۔"

اب ہم دو (۲) حدیثیں ایسی پیش کرتے ہیں کہ جس کا انکار کرنے کی کسی بھی باطل فرقے میں ہمت، جرأت، صلاحیت اور استعداد نہیں ہے۔ ان دونوں حدیثوں سے **حضور اقدس** صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا ایسا روشن ثبوت ملتا ہے کہ اہل ایمان کے قلوب منور اور چہرے دمک اُٹھیں گے اور انکار کرنے والوں کے دل پھٹ جائیں گے۔ اور چہرے پر کالی سیاہی کا دھبہ لگ جائے گا۔

صحاح ستہ یعنی حدیث کی چھ (٦) معتبر، معتمد اور مستند کتابوں میں جس کا شمار ہوتا ہے۔ یعنی "سنن ترمذی" کے حوالے سے ذیل میں دونوں حدیثیں ایک ساتھ پیش کرتے ہیں:۔

دو حدیثیں:۔

”تَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ“
ترجمہ:۔ ”ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔“
”عَلِمْتُ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ“
ترجمہ:۔ ”میں نے جان لیا، جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے۔“
دونوں حدیثوں کا حوالہ:۔
حوالہ:۔ **”جامع سنن ترمذی“** **المؤلف :۔ امام محمد بن عیسٰی** ترمذی، (المتوفی ۲۷۹ھ) **الناشر:** (۱) دارالفکر، بیروت(لبنان)، کتاب التفسیر، من سورة ص، **جلد نمبر:۵، حدیث نمبر:۳۲۴۶** اور ۳۲۴۴، **صفحہ نمبر :۱۶۰** اور ۱۵۹ **الناشر:** (۲) دار الغرب الاسلامی، بیروت، (لبنان) کتاب التفسیر، من سورة ص، **جلد نمبر:۵، صفحہ نمبر:** ۲۲۱ اور **صفحہ نمبر :۳۶۶**

مندرجہ بالا دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ بھی ہے، جتنی بھی چیزیں ہیں، ان تمام چیزوں کو **حضور اقدس** ﷺ نے جان لیا اور پہچان لیا۔ اور اس جاننے کو تو **علم غیب** کہتے ہیں۔

تعجب ہے منافقین زمانہ کی فاسد عقلوں پر کہ ایک طرف سے تو اہلحدیث ہونے کا دعوٰی کرتے ہیں اور دوسری طرف سے علم غیب نبی کے تعلق سے جو احادیث کریمہ ہیں، ان کو نہیں مانتے اور **حضور اقدس** ﷺ کے علم غیب کو نہیں مانتے بلکہ صاف انکار کرتے ہیں اور توحید کا نام نہاد جھنڈا بلند کر کے شرک.....شرک.......کی چیخ پکار کرتے ہیں۔

اب تک ہم نے **حضور اقدس** ﷺ کے علم غیب کے ثبوت میں ⊙ **قرآن مجید** کی متعدد آیات اور قرآن مجید کی معتبر تفاسیر ⊙ **تفسیر کبیر** ⊙ **تفسیر نیشاپوری** ⊙ **تفسیر بیضاوی** ⊙ **تفسیر خازن** علاوہ ازیں احادیث کریمہ کی مستند اور معتبر کتب ⊙ **صحیح البخاری** ⊙ **صحیح المسلم** ⊙ **سنن ترمذی** ⊙ **مسند امام احمد بن حنبل** ⊙ **کنز العمال** اور ⊙ **حلیۃ الاولیاء** سے حدیثیں نقل کر کے ملت اسلامیہ کے جلیل القدر ائمہ کرام کی معرکۃ آرا کتابیں ⊙ **مواھب اللدنیہ** ⊙ **شرح زرقانی** ⊙ **معجم الکبیر** اور ⊙ **نسیم الریاض** کی عبارتیں پیش کر کے ثابت کر دیا ہے کہ بے شک ہمارے پیارے **غیب داں آقا** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی عطائے خاص اور اپنے فضل وکرم سے **"ماکان ومایکون"** یعنی **"جو کچھ بھی ہو گیا ہے، اور جو کچھ بھی ہونے والا ہے"** کا علم عطا فرما دیا ہے۔

اگر تم اہلحدیث یعنی غیر مقلدوں میں دم خم ہے، تو ان دلائل قاہرہ اور براہین ساطعہ کا جواب لکھ کر دکھاؤ۔ ایک بات یاد رکھنا کہ تم جواب میں ایک دلیل پیش کرو گے تو ہم اس کے جواب الجواب میں انشاء اللہ دس (۱۰) دلیلیں پیش کریں گے۔ علم غیب کے اس مسئلہ کو ابھی ہم نے پورا نہیں لکھا ہے۔ صرف آپ لوگوں کے بے تکے، چبے چبائے، پرانے اور گھسے گھسائے، رٹے ہوئے سوالات کا بہت ہی مختصر جواب اس لئے لکھا ہے کہ اگر پھر دوبارہ آپ لوگ جواب لکھ کر نئے سوالات قائم کرنے کی جرأت بے جا کرنے کی حماقت کریں، تو تفصیلاً جواب لکھنے کے لئے بہت سارا مواد کا ذخیرہ باقی رکھا ہے۔

حالانکہ آپ کے سوالات کا شافی، وافی، کافی اور مفصل جواب تو یہاں تک کی ہماری تحریر سے آجاتا ہے۔ لہذا اس بحث کو طول نہ دیتے ہوئے ہم اتنے پر ہی اکتفاء کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۱/۷ کا جواب

''سوال:۔ واقعۂ اِفکِ عائشہ عطائے علم غیب سے قبل کا واقعہ ہے، یا بعد کا ؟''

واقعۂ اِفکِ عائشہ ۵ھ میں **(غَزْوَہ بَنِیُ مُصْطَلَقْ)** کے موقعہ پر وقوع میں آیا تھا۔ اس واقعہ کو دور حاضر کے منافقین ''مرغوب الطبع''، یعنی دل کو پسند آنے والے واقعہ کی حیثیت دے کر ہر تقریر اور بحث میں **حضور اقدس** ﷺ کی شان عالی میں توہین کرنے کی نیت سے بیان کرتے ہیں اور معاذ اللہ **حضور اقدس** ﷺ کو علم غیب نہیں تھا، اس کی دلیل میں بطور ثبوت پیش کرتے ہیں۔

جب بھی علم غیب مصطفیٰ کے تعلق سے مناظرہ یا بحث ہوتی ہے، منافق زمانہ یعنی وہابی، دیوبندی، اہلحدیث (غیر مقلدین) اس واقعہ کو بطور سند پیش کر کے بڑے ہی شدّ ومدّ کے ساتھ دعوٰی کرتے ہیں کہ **حضور اقدس** ﷺ کو علم غیب نہیں تھا۔ اہلحدیث جماعت نڈیاد کی جانب سے آئے ہوئے سوالات نامہ میں بھی علم غیب کے تعلق سے پوچھے گئے سوالات میں اس واقعہ کے متعلق سوال پوچھ کر یہی ثابت کرنے کی مذموم حرکت اور کوشش کی گئی ہے کہ معاذ اللہ **حضور اقدس** ﷺ علم غیب نہیں جانتے تھے۔ لہذا ہم پہلے اصل واقعہ پیش کرتے ہیں۔

۵ھ کے ماہ شعبان کی تین (۳) تاریخ کو ''غزوۂ بنی مصطلق'' وقوع پزیر ہوا تھا۔ اس غزوہ (لڑائی) میں **حضور اقدس** ﷺ کے ساتھ ام المؤمنین محبوبۂ محبوب رب العالمین **حضرت عائشہ صدیقہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شریک سفر تھیں۔

بخاری اور مسلم میں خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:۔

''جب **حضور اقدس** ﷺ غزوہ سے فارغ ہوکر روانہ ہوئے اور مدینہ طیبہ پہونچنے سے پہلے ایک مقام پر پڑاؤ کا حکم دیا۔ جب لشکر وہاں پر ٹھہرا، تو میں قضائے حاجت کے لئے پڑاؤ سے تھوڑی دور گئی۔ حاجت سے فارغ ہونے کے بعد واپس اپنی قیام گاہ پر آئی۔ تو اتفاق سے میرا ہاتھ میرے سینہ پر گیا، تو پتہ چلا کہ میرا قیمتی ہار میرے گلے میں نہیں ہے۔ لہذا میں اسی جگہ دوبارہ گئی اور ہار (Necklace) تلاش کرنے لگی اور اس تلاش و جُستجو میں دیر لگ گئی۔

اِدھر لشکر روانہ ہورہا تھا۔ جو لوگ میرا کجاوا (محمل=Saddle) اونٹ پر رکھتے تھے اور باندھتے تھے، وہ آئے اور یہ سمجھے کہ میں اس کجاوے کے اندر بیٹھی ہوں، کجاوے کو اُٹھا کر اونٹ کی پیٹھ پر باندھ دیا۔ میں ایک دم کم وزن اور دبلی پتلی عورت تھی، لہذا پتہ نہیں چلا کہ کجاوا (محمل) خالی ہے یا بھرا ہوا ہے۔ اور لشکر روانہ ہوگیا۔

میں جب واپس لوٹی تو لشکر روانہ ہو چکا تھا۔ اب وہاں کوئی نہ تھا۔ ویران میدان تھا۔ میں اپنے ڈیرے کی جگہ پر آکر بیٹھ گئی۔ میرا خیال یہ تھا کہ اگلے مقام پر جب لشکر پڑاؤ کرے گا اور **حضور اقدس** ﷺ مجھے موجود نہ پائیں گے، تو کسی کو بھیج کر مجھے بُلوالیں گے۔ لہذا میں اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے انتظار کرنے لگی۔ کافی دیر تک ایک جگہ پر بیٹھے بیٹھے میری آنکھیں بوجھل ہونے لگیں۔ نیند کا غلبہ ہوا اور میں سوگئی۔

اس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی قافلہ یا لشکر کوچ کرتا تھا، تو ایک شخص کو قافلہ یا لشکر کے پیچھے رکھا جاتا تھا تاکہ اگر قافلہ سے کسی کی کوئی چیز گر جائے، تو وہ شخص اٹھالیتا تھا، پھر اگلی منزل پر اس چیز کو امیر کارواں کے سپرد کردیتا تھا۔ امیر کارواں تحقیق کرکے وہ چیز اس کے مالک کو دے دیتا تھا۔ لشکر اور قافلہ کے پیچھے رہنے والے شخص کو **''معقب کارواں''** کہا جاتا ہے۔

لشکر کے معقب کارواں کی خدمت پر **حضرت سفوان بن معتل** رضی اللہ تعالیٰ عنہ مامور تھے۔ حضرت سفوان جب وہاں پہونچے، تو مجھے سوتی ہوئی حالت میں پایا۔ چونکہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے، جب عورتوں کے شرعی پردے نہ تھے، تب انہوں نے مجھے دیکھا تھا، لہٰذا انہوں نے مجھے پہچان لیا اور فوراً ''اِستِرجَاء'' یعنی **''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن''** پڑھا۔ انہوں نے بلند آواز سے ''استرجاء'' پڑھا تھا۔ جسے سن کر میں بیدار ہوگئی اور فوراً اپنے جسم اور چہرے کو چادر میں چھپالیا۔ اِستِرجَاء پڑھنے کے علاوہ حضرت سفوان نے کچھ بھی نہ کہا اور میں نے کچھ بھی نہ سنا۔ انہوں نے اپنی اونٹنی سے اتر کر اونٹنی کو بٹھا دیا، اور میں اونٹنی پر سوار ہوگئی۔ حضرت سفوان اونٹنی کو کھینچ کر چل دیئے۔ ہم نے لشکر کو سخت دھوپ اور گرمی کے وقت ایک مقام پر پڑاؤ کیے ہوئے پالیا۔

حوالہ:۔ **''خصائص کبریٰ فی معجزات خیرالوریٰ''** (اردو ترجمہ)

مصنف :۔ امام جلال الدین سیوطی۔ جلد نمبر:۱، صفحہ نمبر:۴۴۹ اور ۴۵۰

صرف اتنی سی بات تھی، لیکن مدینہ منورہ کے منافقین اور خاص کر ابوالفضل عبداللہ ابن اُبَی بن سلول جو منافقوں کا سردار تھا، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عصمت اور پاک دامنی کے خلاف کیچڑ اُچھال کر اور تہمت لگا کر افتراء پردازی کا طوفان کھڑا کر دیا۔ پورے مدینہ شہر میں جھوٹ کی آمیزش کے ساتھ تہمت اور مبالغہ آرائی کی فضا نے ایک عظیم فتنہ اٹھا دیا تھا۔ ہر جگہ اسی جھوٹے الزام کے تعلق سے گفتگو ہوتی تھی۔ تقریباً ایک مہینہ سے زیادہ دنوں تک لوگوں کے درمیان یہ فتنہ اور افواہ کا بازار گرم رہا۔

حالانکہ **حضور اقدس** ﷺ حقیقت حال سے اچھی طرح واقف اور باخبر تھے۔ حضرت عائشہ کی عصمت اور پاک دامنی کی حقیقت کا یقین کے درجہ میں علم تھا۔ اسی لئے تو اس تہمت

کے ضمن میں اشارۃً ارشاد فرمایا کہ

"وَاللّٰہِ مَاعَلِمۡتُ عَلٰی اَھۡلِیۡ اِلَّا خَیۡرًا"

یعنی :۔ **"قسم ہے خدا کی! میں اپنی اہل سے پارسائی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔"**

لیکن کسی حکمت اور مصلحت ایزدی کی وجہ سے حضور نے حضرت عائشہ کی برأت صاف لفظوں میں اور کھلے اعلان کے ساتھ ظاہر نہیں فرمایا۔

"الزام لگانے والے منافقوں کے سردار کو قتل کرنے سے حضور نے روکا"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر لگائی گئی تہمت کی افواہ کا بازار جب گرم تھا اور ماحول نہایت ہی پراگندہ تھا، تب **حضور اقدس** ﷺ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ تہمت لگانا اور تہمت کی تشہیر کرنا کس منافق کا کام ہے۔ لیکن حضور نے مصلحت کے تحت اس کا نام بھی ظاہر نہیں فرمایا بلکہ اشارۃً نشان دہی کرتے ہوئے مسجد نبوی میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔

"کون ہے، جو میری مدد کرے اور اس شخص سے انتقام لے
جس نے بلاشبہ مجھے اور میری اہل کو ایذا پہونچائی۔"

اس ارشاد گرامی کو سن کر جوش الفت کے جذبے سے تیش میں آکر **حضرت سعد بن معاذ** اور **حضرت سعد بن عبادہ** کھڑے ہوگئے اور منافقوں کے سردار عبداللہ بن اُبَی بن سلول کو قتل کرکے انتقام لینے کی اجازت چاہی۔ لیکن حضور نے انہیں باز رکھا اور مصلحتاً ایسا کرنے سے باز رکھا۔ (منع فرمایا)

اگر **حضور اقدس** ﷺ انہیں انتقام (بدلہ) لینے کی اجازت عنایت فرماتے اور الزام لگانے والے منافقوں کے سردار عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول منافق کو قتل کروادیتے، تو اس وقت کے کفار اور منافقین یہ واویلا مچاتے کہ حضور اقدس نے اپنی زوجہ کی طرف داری میں حقیقت کو چھپانے کے لئے عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول کو ہمیشہ کے لئے خاموش کردیا۔ اپنی زوجہ (بیوی) کی پاک دامنی کا کوئی ثبوت نہ تھا۔ اس لئے قتل اور غارت گری کی راہ اپنائی۔ اسی لئے حضور اقدس نے حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ کو منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی کو قتل کرنے سے روکا۔ تاکہ فتنہ کی آگ مزید نہ بھڑکے۔

''حضور اقدس کی خاموشی میں حکمت''

منافقین زمانہ یعنی وہابی، دیوبندی، غیر مقلدین (اہلحدیث) وغیرہ جتنے بھی بارگاہ رسول کے گستاخ فرقے ہیں، وہ ہمیشہ حضرت عائشہ صدیقہ پر لگائی گئی تہمت کے واقعہ کو بطور دلیل پیش کرکے یہ کہتے ہیں کہ اس معاملہ میں **حضور اقدس** ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی اور **''وحی''** کا انتظار فرمایا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو علم غیب نہیں تھا۔

ان عقل کے اندھوں کو بس توہین رسول کرنے کا کوئی نہ کوئی بہانہ چاہیئے۔ حکمت عملی، مصلحت، سیاست مُدن، تدبیر انتظامیہ، جانچ پڑتال، چھان بین، تحقیق، پوچھ پاچھ، تفتیش وغیرہ جیسے لازمی امور جو کہ واقعہ کی اصلیت کا صحیح پتہ لگانے کے لئے ضروری ہیں۔ جن پر کسی واقعہ کی تلاش کا مدار ہے اور اس کے لئے وقت درکار ہوتا ہے، تاکہ بے قصور مُلزم (تہمت دار) کی برأت ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ اصل مجرم کا سراغ لگا کر اس کے گلے تک قانون کا پنجہ کسنا اور اسکا جرم ثبوت کے ساتھ ثابت کرکے اس کو ''کیفر کردار'' تک پہونچایا جائے۔

دورِ حاضر کے منافقین صرف اس بات کی رٹ لگاتے ہیں کہ **حضور اقدس** ﷺ نے اپنی طرف سے حضرت عائشہ کی برأت کا اعلان نہ کرتے ہوئے سکوت کیوں اختیار کیا؟ اس کا جواب تو ضمناً تو اوپر بیان ہو چکا ہے کہ اگر حضور برأت کا اعلان فرماتے، تو منافقین ماننے والے نہ تھے۔ اور دوسرے نئے نئے الزامات تراشتے۔ بلکہ یہاں تک کہتے کہ اپنی بیوی کی جھوٹی حمایت اور طرف داری کر رہے ہیں۔ لہذا آپ نے سکوت اختیار فرمایا۔

ایک دوسری حکمت یہ بھی تھی کہ حضور برأت کا اعلان کریں وہ اتنا مؤثر نہ ہوگا، جتنا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا جانے والا برأت کا اعلان اثر کارگر ہوگا۔ اگر **حضور اقدس** ﷺ کی طرف سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت کا اعلان ہوتا، تو وہ **"حدیث"** کہلاتی اور یہ معاملہ حدیث کی کتابوں میں دیگر واقعات کی طرح درج ہوتا۔ حدیث کی عربی عبارت (متن) کی نماز میں تلاوت نہیں ہوتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کی برأت کا اعلان **"قرآن مجید"** میں فرمایا ہے۔ اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ کی عظمت اور برأت قیامت تک نماز میں قرآن مجید کی تلاوت کے ذریعہ ظاہر ہوتی رہے۔

عوام الناس والمسلمین میں دینی تعلیم اور معلومات حاصل کرنے کی رغبت اور شوق دن بدن کم ہوتا جا رہا ہے۔ مشکل سے ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم لوگ اپنی اولاد کو دے پاتے ہیں۔ اگر برأت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بذریعۂ حدیث ہوتی، تو اتنی شہرت و عزت نہ ملتی جتنی کہ قرآن سے برأت ہونے سے حاصل ہوئی ہے۔

چھوٹا سا دیہات ہو، اس میں اگرچہ مسلمانوں کے دو چار ہی گھر ہوں گے۔ لیکن اس دیہات میں قرآن مجید ضرور ہوگا، لیکن اس دیہات میں حدیث کی کتابوں کا ہونا ناممکن ہوتا ہے، بلکہ اکثر شہروں میں جہاں "دارالعلوم" نہیں ہوتے وہاں **بخاری شریف**، **مسلم شریف** و

دیگر کتب احادیث کا ہونا ناممکن ہے۔علاوہ ازیں دنیا کا کائی بھی ایسا گوشہ نہیں ہے، جہاں قرآن شریف کا نسخہ موجود نہ ہو۔اس کے برعکس حدیث کی کتابیں بہت کم دستیاب ہیں۔

لہذا..... اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت کا جو اعلان فرمایا ہے، اس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ''زوجۂ محترمہ'' کی شان وشوکت کا ڈنکا قیامت تک بجتا رہے۔

اوراگر..... قرآن مجید کے بجائے احادیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت اورعصمت کا اعلان ہوتا، تو بارگاہ رسالت کے گستاخوں کو سِسکنے ، کِھسکنے ،بِد کنے اور رینگنے کی ایک راہ ملتی اور وہ اپنے اختراء سے یہ کہہ دیتے کہ ''**یہ حدیث ضعیف ہے**''۔جیسا کہ دور حاضر کے منافقین وہابی، دیوبندی، اہلحدیث وغیرہ فرقے کے لوگ عظمت وتعظیم مصطفیٰ ﷺ کے جواز اورثبوت کی حدیثوں سے عوام مسلمین کو بے دخل، بے اعتماد اور بے التفات کرنے کے لئے بلاکسی ثبوت اسماء الرجال کہہ دیتے ہیں کہ ''**یہ حدیث ضعیف ہے**''۔لیکن قرآن مجید کی کسی بھی آیت کو ضعیف کہنے کی کسی میں بھی جرأت وہمت نہیں۔اوراسی حکمت کے تحت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت کا اعلان قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔

''حضرت عائشہ کی پاک دامنی''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم **مدینہ طیبہ** واپس آئے۔تو اللہ کی مشیت سے میں ان دنوں میں بیمار ہوگئی۔میں گھر میں ہی تھی۔ایک مہینہ سے زیادہ میں بیمار ہونے کی وجہ سے گھر میں ہی رہی اور باہر میرے خلاف فتنہ پردازوں نے فتنوں کا جو ہنگامہ اٹھا رکھا تھا۔اس کا مجھے کچھ پتہ نہ تھا۔ایک دن اُمِّ مسطح نام کی عورت نے میرے

پاس آ کر الزام تراشیوں کی تمام اتہام سازیوں کی باتیں مجھ سے بیان کیں۔ جنہیں سن کر میں پہلے سے زیادہ بیمار ہوگئی۔

ایک دن **حضور اقدس** ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور دعا سلام کے بعد مجھ سے فرمایا **تم کیسی ہو؟** میں نے اپنی کیفیت بتانے کے بعد عرض کیا کہ **"اگر آپ اجازت عطا فرمائیں، تو میں چند دنوں کے لئے اپنے والدین کے گھر چلی جاؤں"** حضور نے اجازت عطا فرمائی اور میں اپنے والد **حضرت ابوبکر صدیق** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر چلی گئی۔ میں نے اپنی والدہ سے تمام باتیں دریافت کیں۔ میں تمام رات روتی رہی اور صبح ہو جانے پر بھی میرے آنسو تھمتے ہی نہ تھے۔ تمام رات جاگتی رہی، پلک تک نہ جھپکی۔ میں دن بھر مسلسل روتی رہی میرے آنسو رکتے نہیں تھے اور نیند نام کو بھی نہیں تھی۔ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ بہت زیادہ رونے کی وجہ سے شاید میرا جگر کہیں پھٹ نہ جائے۔

(**حوالہ:۔ "خصائص کبریٰ**، از:۔ علامہ جلال الدین سیوطی (اردو ترجمہ)

جلد:۱، صفحہ:۴۵۱)

"حضرت عائشہ کو برأت کی خوش خبری"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز **حضور اقدس** ﷺ مجھ کو ملنے میرے گھر تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ **اے عائشہ!** میرے حضور تمہارے بارے میں ایسی ایسی باتیں پہونچی ہیں۔ لہذا اگر تم بری اور پاک ہو، تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہاری پاک دامنی بیان فرمائے گا اور تمہاری برأت کی خبر نازل فرمائے گا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس کی زبان مبارک سے یہ کلمات سن کر میرے

آنسوتھم گئے ۔ یہاں تک کہ میری آنکھوں میں ایک قطرہ تک بھی نظر نہ آتا تھا۔ یہ اس خوشی کی بناء پر تھا، جو میں نے **حضور اقدس** ﷺ کے زبان فیض ترجمان سے بشارت پائی تھی۔

(حوالہ :۔ (۱) ''مدارج النبوۃ، مصنف :۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی

(اردو ترجمہ) **جلد:۲،صفحہ:۲۸۱)**

(حوالہ:۔(۲) ''خصائص کبریٰ،مصنف :۔علامہ جلال الدین سیوطی

(اردو ترجمہ) **جلد:۱،صفحہ:۴۵۱)**

''حضرت عائشہ کی برأت میں قرآن کی آیت نازل ہونا''

ام المؤمنین ،سیدتنا، **حضرت عائشہ صدیقہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں امید رکھتی تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میری برأت ظاہر فرمائے گا۔اور میری پاکی اور پاک دامنی کی خبر دیگا۔لیکن مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ میرے اس معاملے میں ''وحی'' نازل فرمائے گا۔کیونکہ میں اپنے آپ کو اور اپنے معاملے کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی۔البتہ مجھے صرف اس بات کی امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شاید خواب دیکھیں گے اور خواب کے ذریعہ مجھ بیچاری کی عفت اور عصمت پر گواہی مل جائے گی۔

اللہ کا کرم دیکھئے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے کہ یکا یک **حضور** ﷺ پر ''نزول وحی'' کے آثار نمودار ہوئے اور جو شدت ایسے موقع پر ہوتی ہے وہ شروع ہوئی یہاں تک کہ آپ کی پیشانی مبارک پر موتیوں کی مانند پسینہ چمکنے لگا۔آپ پر خوب ٹھنڈی کے موسم میں بھی نزولِ وحی کی شدت سے پسینہ وغیرہ کی کیفیت طاری ہوجاتی تھی اور یہ اس گرانی اور بوجھ کی وجہ سے ہوتا تھا، جو کلام اللہ آپ پر اترتا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد جب **حضور اقدس** ﷺ **"نزول وحی"** کی کیفیت سے فارغ ہوئے، تو آپ کا یہ حال تھا کہ آپ تبسم فرمارہے تھے۔ سب سے پہلی بات جو حضور نے فرمائی وہ یہ تھی کہ **"اے عائشہ صدیقہ! حق تعالیٰ نے تمہیں بری قرار دے کر تمہیں پاک گردانا ہے۔ اس تہمت سے تمہاری پاکی بیان کی ہے اور تمہاری شان میں قرآن بھیجا ہے۔"**

(حوالہ:۔ (۱) **"مدارج النبوۃ،** مصنف:۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی
(اردو ترجمہ) **جلد:۲، صفحہ:۲۸۳)**

(حوالہ:۔ (۲) **"خصائص کبریٰ،** مصنف:۔ علامہ جلال الدین سیوطی
(اردو ترجمہ) **جلد:۱، صفحہ:۴۵۴)**

"حضرت عائشہ کی برأت میں 'سورۂ نور' کی اٹھارہ (۱۸) آیات کا نزول"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس وقت :۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ" (قرآن شریف، پارہ:۱۸، سورۂ نور، آیت:۱۱)

ترجمہ:۔ **"بے شک! وہ کہ یہ بڑا بہتان لائے ہیں، تمہیں میں ایک جماعت"** (کنز الایمان)

سے لیکر دس (۱۰) آیتوں تک "وحی" ہوئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت میں مذکورہ دس اور دیگر آٹھ (۸) آیات ملا کر کل **اٹھارہ (۱۸) آیات** نازل ہوئیں۔

ان اٹھارہ آیات میں سے **پارہ:۱۸، سورۂ نور، آیت:۴** میں صاف حکم نازل فرمایا گیا ہے کہ:۔

" وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا"

ترجمہ:۔ ''اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں، پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں، تو انہیں اسّی (۸۰) کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی نہ مانو۔'' (کنزالایمان)

''نزول وحی کے بعد حضور اقدس کا مسجد نبوی جا کر صحابہ کو جمع کرنا، حضرت عائشہ کی برأت کا اعلان کرنا اور تہمت لگانے والوں کو سزا دینا''

''**وحی**'' نازل ہونے کے بعد **حضور اقدس** ﷺ نے ''**سورۂ نور**'' کی دس آیتوں کی تلاوت فرمائی۔ اور حضرت عائشہ کے یہاں سے خوش وخرم نکل کر 'مسجد نبوی' تشریف لائے۔ اور صحابۂ کرام کو جمع فرما کر خطبہ فرمایا۔ اس کے بعد نازل شدہ قرآن کی آیتوں کی صحابۂ کرام کے سامنے تلاوت فرمائیں۔ پھر آپ نے تہمت لگانے والوں کو طلب فرمایا۔ جب تہمت لگانے والے بارگاہ رسالت میں حاضر کئے گئے، تو سرکار نے ان پر ''**حدقذف**'' یعنی اسی (۸۰) کوڑے کی سزا مقرر فرمائی اور ہر ایک کو اسی۔ اسی کوڑے لگوائے۔

(**حوالہ**:۔ (ا) ''**مدارج النبوۃ**، مصنف:۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی (اردو ترجمہ) **جلد:۲، صفحہ:۲۸۳**)

صفحہ نمبر: ۶۴ سے صفحہ نمبر: ۷۴ تک کے مطالعہ سے واقعہ کی ابتداء سے انتہا تک کی واقفیت حاصل ہو چکی ہوگی۔ اب ہم اس واقعہ کے ضمن میں منافقین زمانہ کے اعتراضات کے ضمن میں **حضور اقدس** ﷺ کے علم غیب پر جو جو اعتراضات ہیں۔ اس میں سے اہم اعتراضات

کا جواب دینے کی اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد پر بھروسہ کر کے خامہ آرائی کی جرأت کر رہے ہیں۔

ہر دور کے، ہر باطل فرقے کے پیشوا اور مُلّا **حضور اقدس** ﷺ کے **علم غیب** کا انکار کرنے کے لئے حضرت عائشہ پر لگائی گئی تہمت کا واقعہ ضرور بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ اور بڑے زور و شور سے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر **حضور اقدس** ﷺ کو علم غیب تھا، تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معاملے میں ایک ماہ سے بھی زیادہ وقت تک 'سکوت' (خاموشی) کیوں اختیار فرمایا؟ آپ نے فوراً حضرت عائشہ کی برأت کا اعلان کیوں نہ فرمایا؟ بلکہ ''وحی'' کے منتظر رہے۔ اور جب وحی آئی تب آپ نے حضرت عائشہ کی برأت کا اعلان کیا۔

''اعتراض کرنے والوں کو جواب''

دور حاضر کے منافقین مندرجہ بالا اعتراض قائم کر کے معاذ اللہ **حضور اقدس** ﷺ کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں اور معاذ اللہ اپنی کتابوں میں یہاں تک لکھ دیتے ہیں کہ **''حضور اقدس ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں تھا''** (حوالہ:۔ **''براہین قاطعہ''** مصنف:۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی)

یہ اعتراض کر کے علم غیب مصطفیٰ کا انکار کرنے والے دور حاضر کے منافقین وہابی، دیوبندی اور اہلحدیث فرقے کے لوگوں سے ہم سوال کرتے ہیں کہ اگر برأت میں تاخیر کرنا علم غیب نہ ہونے کا ثبوت اور دلیل ہے، تو ذرا یہ بتائیے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کی برأت میں آیات کے نزول میں دیر کیوں فرمائی، کیا اللہ تعالیٰ فی الفور برأت کی آیتیں نازل نہیں فرما سکتا تھا؟

بے شک! حضرت عائشہ کی برأت اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے اللہ کے محبوب اعظم ﷺ کے علم میں بھی تھی۔ لیکن اس واقعہ اور برأت کی تاخیر میں اللہ تعالیٰ کی

کچھ حکمتیں، مؤمنین کا امتحان اور امت مصطفیٰ کی بھلائی پوشیدہ تھیں، جو کور مغز منافقوں کی سمجھ میں نہیں آتیں۔

اس عنوان پر ناچیز راقم الحروف کی ایک مستقل کتاب **"عصمت عائشہ میں حکمت خداوندی"** نام سے اردو، گجراتی اور ہندی زبان میں ۲۰۰۳ء میں شائع ہوئی تھی اور کئی مرتبہ چھپ چکی ہے۔ تیرہ سال (۱۳) کا عرصہ ہوگیا ہے، لیکن منافقین زمانہ اس کتاب کا جواب لکھنے سے عاجز اور قاصر ہیں۔

یہاں پر ہم صرف چند اور اہم حکمتیں ذکر کرتے ہیں:۔

◈ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لشکر سے بچھڑ گئیں اور لشکر روانہ ہوگیا اور لشکر مدینہ شریف کے قریب **"صِلصِل"** نامی مقام پر ٹھہرا اور اونٹ بٹھائے گئے، مگر اونٹ پر رکھے گئے 'محمل' سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باہر تشریف نہ لائیں تب پتہ چلا کہ آپ بچھڑ گئی ہیں اور پیچھے رہ گئی ہیں۔ لہذا ان کے انتظار میں لشکر "صلصل" نام کے مقام پر ٹھہرا رہا۔ لشکر میں پانی اس انداز سے تھا کہ لشکر مدینہ طیبہ پہونچ جائے۔ لیکن ام المؤمنین کے پیچھے رہ جانے سے لشکر کو مجبوراً "صلصل" میں ام المؤمنین کے انتظار میں ٹھہرنا پڑا اور لشکر میں جتنا پانی تھا، وہ صرف (ختم) ہوگیا۔ نماز کا وقت آیا تو وضو کے لئے پانی نہیں تھا۔ یہاں تک کہ پینے کے لئے بھی پانی کی تنگی تھی۔ پانی کے بغیر لشکر تکلیف اور مصیبت میں مبتلا تھا۔

لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب کی زوجۂ محترمہ کے صدقے اور طفیل **ان لشکر والوں پر مہربان ہوکر، ان پر اور ان کے طفیل قیامت تک کے مسلمانوں پر کرم فرما کر تیمّم کا حکم نازل فرمایا۔** جس کا اعتراف کرتے ہوئے

صحابیٔ رسول حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ:۔

"مَاهِيَ بِاَوَّلِ بَرْكَتِكُمْ يَاآلَ اَبِيْ بَكْرٍ"

ترجمہ:۔ اے اولاد ابو بکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں۔

مطلب یہ کہ مسلمانوں کو تمہاری بہت سی برکتیں پہونچی ہیں۔

(**حوالہ:۔** (ا) **"مدارج النبوۃ**، مصنف:۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی

(اردو ترجمہ) **جلد:۲، صفحہ:۲۷۵**)

- اگر **حضور اقدس** ﷺ اپنی طرف سے حضرت عائشہ کی برأت کا اعلان کرتے، تو منافقین ماننے والے نہ تھے اور غلط الزام یہ لگاتے کہ اپنی بیوی کی بے جا حمایت اور طرف داری کر رہے ہیں۔
- اگر **حضور اقدس** ﷺ اپنی طرف سے حضرت عائشہ کی برأت کا اعلان کرتے، تو وہ حدیث کہلاتی اور نماز میں تلاوت نہ ہوتی۔ قرآن شریف میں برأت نازل ہونے سے وہ برأت قرآن کا مرتبہ رکھتی ہے اور قیامت تک نماز میں اس کی تلاوت ہوتی رہے گی۔
- اسلام ایک ایسا کامل مذہب ہے کہ جس نے انسانی نسل کو حیات جاویدانی بخشی ہے۔ حقوق الناس کی صحیح پہچان اور حقوق کی صحیح ادائیگی کی پہچان اور نشان دہی اسلام نے عالم دنیا کو بتائی ہے۔ اسلام نے دنیا کو معاشرت (Social) کا صحیح طریقہ اور سلیقہ سکھایا ہے۔ ظالم کو ظلم سے روکنا اور مظلوم کی حمایت کرنا اسلام کا طرز عمل ہے۔ خصوصاً عورتوں پر اسلام کا عظیم احسان ہے۔

- زمانۂ جاہلیت کے دور میں عورتوں کو اتنا ذلیل سمجھا جاتا تھا کہ اگر کسی کے گھر لڑکی پیدا ہوتی تھی، تو گویا **اس کو سانپ سونگھ گیا ہو**، ایسا اس کا چہرہ ہو جاتا تھا اور سماج کے رواج کے مطابق لڑکی کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ میراث (ورثہ) میں عورتوں کو کچھ بھی اہمیت نہیں دی جاتی تھی۔ عورتوں کو صرف دل بہلانے کا کھلونہ سمجھ کر اس سے دل لگی کی جاتی تھی اور جب اس سے دل بھر جاتا، تو اسے دودھ میں سے مکھی کی طرح نکال پھینکتے تھے۔
- زمانۂ جاہلیت میں عورتوں پر 'زنا' اور دیگر 'عیوب' کے الزام لگا کر اسے ذلیل و رسوا کر دینا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ کسی بھی باعصمت اور پاک دامن خاتون کو ایک آن میں فاحشہ اور بدکردار کے القاب سے نوازنے میں کسی بھی قسم کی جھجھک محسوس نہیں کی جاتی تھی۔ جس کے 'جی' میں جو آتا وہ منھ سے کہہ دیتا۔ لیکن **محبوبۂ محبوب رب العالمین سیدتنا عائشہ صدیقہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روئے زمین کی تمام عورتوں پر احسان ہے کہ آپ کے سبب سے "**قرآن مجید**" میں عورتوں کی عزت و عصمت کی پاسداری اور پاسبانی کی گئی، ان کی پاک دامنی کی عظمت کی حفاظت کی گئی۔
- بات بات میں عورتوں کی پاک دامنی پر تہمت کا کیچڑ اُچھالنے والوں کو متنبّہ کرتے ہوئے بلکہ ان کے منھ پر علی گڑھی تالا لگاتے ہوئے قرآن مجید میں صاف اور صریح حکم سناتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:۔

> **"اور جو لوگ پارسا عورتوں کو عیب لگائیں، پھر چار (۴) گواہ معائنہ کے نہ لائیں، تو انہیں اسی (۸۰) کوڑے لگاؤ، اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو۔"** (پارہ:۱۸، سورۂ نور، آیت نمبر:۴) (کنز الایمان)

- اس آیت کے نزول سے عورتوں کی پارسائی پر چھوٹی چھوٹی باتوں میں ''فعل قبیح'' کی تہمت لگانے والوں کی زبان پر لگام دی گئی ہے۔ بلکہ اسی (۸۰) کوڑے کی سزا متعین کی گئی ہے۔ جس کو ''شرعی اصطلاح'' (Terminology) میں **''حدقذف''** کہا جاتا ہے۔ صرف اس سزا پر ہی اکتفاء نہ کیا گیا، بلکہ تہمت لگانے والوں کو دائمی طور پر **''مردودُ الشھادۃ''** قرار دیا گیا۔ یعنی ہمیشہ کے لئے اس کی ہر گواہی ''غیر معتبر'' اور ''متروک'' کردی گئی۔

- مذکورہ آیت کے علاوہ کئی آیات جھوٹی تہمت لگانے والوں کی مذمت میں قرآن مجید ''**سورۂ نور**'' میں نازل ہوئی ہیں اور مردوں کو باور کرایا گیا ہے کہ عورت بھی اللہ تعالیٰ کی ایک معزز مخلوق ہے۔ اس کے دامن عصمت کو تہمت اور الزام سے داغ دار کرنے سے باز رہو، ورنہ اسی (۸۰) کوڑے، مردود الشھادہ، فاسق، فاجر، جھوٹے، اللہ کی لعنت کے حقدار جیسی سزائیں بھگتنے کے لئے تیار رہو۔

- اگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی برأت میں **حضور اقدس** صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے فرما دیتے اور **وحی کا انتظار نہ کرتے**، تو کیا؟

- سورۂ نور کی دولت سے ہم سرفراز ہوتے؟
- کیا معاشرہ کے نظام کی درستگی کے احکام نصیب ہوتے؟
- عورتوں کی عزت کی پاسداری کی تعلیم حاصل ہوتی؟
- عورتوں کی عصمت کی تاقیامت حفاظت حاصل ہوتی؟
- تہمت جیسے قبیح طریقے کو چھوڑنے کا حوصلہ ملتا؟
- کیا یہ اخلاقی محاسن دنیا کے گوشے گوشے میں پہونچتے؟

◈ ان تمام وجوہات اور رموز کی وجہ سے علم غیب جاننے والے پیارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی۔ اس حکمت عملی کو سمجھنے سے عاجز و قاصر، کورچشم و کور باطل دور حاضر کے منافقین نے یہ واویلا مچا رکھا ہے کہ معاذ اللہ **حضور اقدس** ﷺ کو 'علم غیب' نہیں تھا۔

آپ کے سوال نمبر ۱/۸ کا جواب

''سوال:۔ واقعہ مہونہ عطائے علم غیب سے پہلے قبل کے واقعات ہیں یا بعد کے؟''

۔: جواب :۔

آپ کے سوالات سے عیاں نری جہالت سے صرف یہی کہنا پڑتا ہے کہ:۔

> اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا!
> لڑتے ہیں مگر ہاتھ میں تلوار تک نہیں

آپ نے سوال نمبر ۱/۸ میں لکھا ہے کہ:۔ **''واقعہ مہونہ''** عطائے علم غیب سے قبل کے واقعات ہیں یا بعد کے؟

اس جملے میں آپ نے جگہ کا نام ''مہونہ'' لکھا ہے وہ حقیقت میں مہونہ نہیں بلکہ **''معونہ''** ہے۔ تعجب تو اس بات پر ہے کہ جہاں پر واقعہ سرزد ہوا تھا، اس مقام کا صحیح نام تک آپ کو معلوم نہیں اور اس واقعہ کے تعلق سے سوال درج کر کے **حضور اقدس** ﷺ کے **''علم غیب''** پر شک وشبہ کرنے کی آپ جرأت بے جا کر کے اپنی دلی عداوت، لاعلمی، لاشعوری اور جہالت کا مظاہرہ کر کے اپنے آپ کو **''ناچ نہ آوے آنگن ٹیڑھا''** والی کہاوت کے مصداق ٹھہراتے ہیں۔ خیر! آپ کی علمی ناشناسائی سے صرفِ نظر کر کے **''بیر معونہ''** والے واقعہ کے

ضمن میں آپ کے اعتراض اور شک پر مشتمل سوال کا دلائل و براہین کی روشنی میں دندان شکن جواب ذیل میں مرقوم ہے۔

''واقعۂ بیر معونہ''

''واقعہ بیر معونہ'' ۴ھ میں وقوع پزیر ہوا تھا۔ یعنی ۴ھ کے ماہ صفر میں پیش آیا تھا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ ہجرت کے چھتیسویں (۳۶) مہینہ کے شروع میں **جنگ احد** کے چار مہینہ کے بعد واقع ہوا تھا۔ بیر معونہ کے قصے کو **سریہ منظر بن عمرو** اور **سریہ القراء** بھی کہتے ہیں ''بیر معونہ'' کا مقام ''**مکہ**'' اور ''**اسفہان**'' کے درمیان آیا ہوا ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ابو برّا عامر بن جعفر نام کا شخص جو ''**قبیلۂ نجد**'' اور ''**قبیلۂ بنی عامر**'' سے تھا۔ اور وہ شخص ''**مَلَعِبُ الْاَسَنَّة** '' یعنی ''نیزے اور بھالے سے کھیلنے والا'' کے لقب سے مشہور تھا۔ وہ مدینہ منورہ آیا اور **حضور اقدس رحمت عالم** ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے اسلام تو قبول نہ کیا مگر ''**دین محمدی**'' کی تعریف کی اور کہا کہ میں جانتا ہوں کہ آپ کا دین مبارک ''شریف'' اور آپ کی ملت ''حنیف'' ہے۔ میری قوم بہت بڑی ہے۔ اگر آپ اپنے صحابہ کی ایک جماعت میرے ساتھ ''قبیلۂ نجد'' اور قبیلۂ بنی عامر'' کی طرف بھیجیں، تو ممکن ہے کہ وہ اسلام قبول کرلیں۔ تو میں بھی ان کے ساتھ اسلام قبول کرلوں گا اور آپ کی اطاعت کروں گا۔

ابو برا عامر کی اس گزارش کا جواب دیتے ہوئے **سرکار دو عالم** ﷺ نے فرمایا کہ

”میں نجدیوں سے بے خوف نہیں ہوں، مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ سرکشی کریں گے۔“ ابو برا عامر نے کہا آپ اپنے دل میں اندیشہ نہ فرمائیں، آپ کے صحابہ **میری پناہ میں ہوں گے۔**

ابو برا عامر کے بھروسہ دلانے پر **حضور اقدس** ﷺ نے **ستر (۷۰)** صحابہ فقریٰ یعنی **”اصحاب صفہ“** سے اس کے ساتھ بھیج دیئے اور اس قافلہ کے امیر کی حیثیت سے حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا اور کچھ خطوط نجد اور بنی عامر کے رئیسوں کے نام لکھ کر حضرت منذر کو دیئے۔

ابو برا عامر کا ایک بھتیجہ **عامر بن طفیل بن مالک** تھا۔ جو بڑا سرکش، دین محمدی کا مخالف اور مسلمانوں کا سخت دشمن تھا۔ جب صحابۂ کرام کی مقدس جماعت بیر معونہ پہونچی تو عامر بن طفیل نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے **”قوم بنی عامر“** سے مدد مانگی۔ لیکن قوم بنی عامر نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ مسلمان اس وقت ابو برا عامر کی پناہ میں ہیں، لہذا ہم مدد نہیں کرسکتے۔ اس کے بعد عامر بن طفیل نے قبیلہ اسلم، اصیلہ، رعل اور ذکوان سے مدد طلب کرکے بڑی تعداد کے لوگوں کو صحابۂ کرام کی جماعت پر حملہ کرنے کے لئے تیار کیا اور ایک بڑی تعداد کے لشکر سے صحابہ پر حملہ کردیا اور ان کو شہید کردیا۔ مسلم شریف میں یہ واقعہ اس طرح مذکور ہے کہ:۔

”حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: جَاءَ نَاسٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالُوا: أَنِ ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالاً يُعَلِّمُونَا القرآنَ وَالسُّنَّةَ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ سَبْعِينَ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ، يُقَالُ لَهُمْ: القُرَّاءُ، فِيهِمْ

خَـالِـی حَـرَامٌ ، یَـقْـرَءُ وْنَ الْقُـرْآنَ،وَیَتَدَارَسُوْنَ بِـا للَّیْلِ یَتَـعَـلَّـمُـوْنَ، وَکَـانُـوْا بِـالـنَّهَـارِیَجِیئُونَ بِالْمَاءِ فَیَضَعُوْنَهُ فِی الْـمَسْـجِـدِ، وَیَحْتَطِبُوْنَ فَیَبِعُوْنَهُ، وَیَشْتَرُوْنَ بِهِ الطَّعَامَ لِأَهْلِ الـصُّـفَّةِ وَلِـلْفُقَرَاءِ، فَبَعَثَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ اِلَیْهِمْ: فَعَرَضُوا لَهُمْ، فَـقَتَـلُـوْهُـمْ قَبْـلَ أَنْ یَبْـلُـغُوا الْمَکَانَ، فَقَالُوا: اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِیَّـنَـاأَنَّـا قَـدْ لَـقِیْـنَـاکَ فَرَضِیْنَا عَنْکَ، وَرَضِیْتَ عَنَّا، قَالَ: وَأَتَـی رَجُـلٌ حَـرَاماً، خَالَ أَنَسٍ مِنْ خَلْفِهِ،فَطَعَنَهُ بِرُمْحٍ حَتَّی أَنْـفَـذَهُ، فَـقَـالَ حَـرَامٌ:فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ،فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ” اِنَّ اِخْوَانَکُمْ قَدْ قُتِلُوا، وَاِنَّهُمْ قَالُوْا:اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِیَّنَاأَنَّا قَدْ لَقِیْنَاکَ فَرَضِیْنَا عَنْکَ، وَرَضِیْتَ عَنَّا.“

حوالہ:۔ ”الصحیح للمسلم“ ، المؤلف: مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیری النیسابوری (المتوفیٰ: ٢٦١)، کتاب الامارۃ، باب: ثبوت الجنة للشهید، الناشر: دار احیاء التراث العربی۔ بیروت، **الجزء: ٣، صفحه: ١٥١١**

ترجمہ:۔ امام مسلم کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی محمد بن حاتم نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی عفان نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی حماد نے وہ کہتے ہیں ہم کو خبر دی ثابت نے وہ کہتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ کچھ لوگ رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں

آئے اورعرض کی کہ ہمارے ساتھ کچھ مردوں کو بھیجئے جو ہم کوقرآن اور سنت کی تعلیم دیں،تو آپ نے ان کے ساتھ ستر انصاری صحابہ کو بھیجا،جن کوقراء کہا جاتا تھا،انہیں میں میرے ماموں ''حرام'' بھی تھے، وہ لوگ قرآن پڑھتے تھے، رات میں علمی باتیں سیکھتے اور سکھاتے تھے، اور دن میں پانی لاتے اور مسجد میں رکھتے،لکڑیاں جمع کر کے ان کو بیچا کرتے تھے،اس سے اہل صفہ اور فقیروں کے لئے کھانا خریدتے،تو نبی کریم ﷺ نے ان (صحابہ) کو ان (لوگوں) کے پاس بھیجا،تو انہوں نے ان سے اعراض کیا اور ان کو اس جگہ پہونچنے سے پہلے ہی قتل کردیا،تو انہوں نے کہا: اے اللہ! ہماری بات ہمارے نبی کریم ﷺ تک پہونچادے کہ ہم نے آپ سے ملاقات کی تو ہم آپ سے راضی تھے اور آپ ہم سے راضی تھے۔کہا: (راوی نے) اور ایک مرد انس کے ماموں ''حرام'' کے پیچھے سے آیا اور ان کو نیزہ مارا اور آر پار کردیا،تو حرام نے کہا: رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہوگیا،تب رسول کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا، بیشک تمہارے بھائی قتل کردیئے گئے، اور انہوں نے کہا: اے اللہ! ہماری بات ہمارے نبی کریم ﷺ تک پہونچادے کہ ہم نے آپ سے ملاقات کی تو ہم آپ سے راضی تھے اور آپ ہم سے راضی تھے۔

”بیر معونہ کے واقعہ سے ہی علم غیب کا بین ثبوت“

”**افق عائشہ**“ اور ”**واقعہ بیر معونہ**“ یہ دونوں واقعات، منافقین زمانہ کے لئے مرغوب الطبع (پسندیدہ) ہیں۔ ان دونوں واقعات کو بیان کرکے یا مناظرہ میں بطور دلیل پیش کرکے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ معاذ اللہ **حضور اقدس، عالم ما کان وما یکون** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا۔

- ”**افق عائشہ**“ یعنی ام المؤمنین **حضرت عائشہ صدیقہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر لگائی گئی تہمت کا واقعہ۔

اس واقعہ کے ضمن میں منافقین زمانہ یہ واویلا مچاتے ہیں کہ **حضور اقدس** ﷺ نے طویل مدت تک سکوت فرمایا۔ اور ”وحی“ آئی، تب حضرت عائشہ کی برأت کا اعلان فرمایا۔ اگر آپ علم غیب جانتے ہوتے، تو وحی کا انتظار کرکے لمبی مدت تک خاموشی اختیار نہ فرماتے۔ بلکہ فوراً حضرت عائشہ کی پاک دامنی کا اعلان فرماتے۔

اس اعتراض کا قارئین کرام نے صفحہ نمبر: ٦٤ سے صفحہ نمبر: ٨٠ میں مفصل اور مدلل جواب ملاحظہ فرمایا۔

- ”**واقعۂ بیر معونہ**“ یعنی ”معونہ“ نام کے مقام پر **حضور اقدس** ﷺ نے ابو براعامر کی گزارش پر ستر (٧٠) صحابۂ کرام کو دین اسلام کی تعلیم سکھانے کے لئے بھیجا۔ لیکن معونہ والوں نے دھوکہ بازی اور دغا خوری کرکے ان ستر (٧٠) صحابہ کو شہید کردیا۔

اس واقعہ کے ضمن میں منافقین زمانہ یہ شور وغوغا مچاتے ہیں کہ اگر **حضور اقدس** ﷺ کو "علم غیب" ہوتا، تو پہلے سے ہی جان لیتے کہ میرے صحابہ کو دھوکہ سے شہید کردیا جائے گا، تو آپ ہرگز ستر (۷۰) صحابہ کو "معونہ" نام کے مقام پر نہ بھیجتے اور ان کی جانیں بچالیتے۔

ان عقل کے اندھے منافقوں کو عداوتِ رسول کا بخار آیا ہے۔ لہٰذا بخار کی حالت میں بے وقوفانہ بک.... بک.... کرتے رہتے ہیں۔ بیر معونہ کا جو واقعہ منافقین علم غیب نہ ہونے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں، وہی واقعہ علم غیب کا روشن ثبوت دے رہا ہے۔ **صفحہ نمبر:۸۲** پر ہم نے جو حدیث **"صحیح مسلم"** کے حوالے سے عربی متن اور اردو ترجمہ کے ساتھ پیش کی ہے۔ اس حدیث کے آخری جملے ملاحظہ فرمائیں۔

جب **حضرت حرام** کو نیزہ مارا گیا، تب انہوں نے کہا کہ "**فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ**" یعنی "**رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہوگیا۔**" یعنی میں نے شہادت درجہ حاصل کرلیا۔ اسی وقت **حضور اقدس، عالم ماکان وما یکون** ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا:۔

" اِنَّ اِخْوَانَكُمْ قَدْ قُتِلُوا، وَاِنَّهُمْ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا أَنَّا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ، وَرَضِيْتَ عَنَّا."
ترجمہ:۔ بیشک تمہارے بھائی قتل کردیئے گئے، اور انہوں نے کہا: اے اللہ! ہماری بات ہمارے نبی کریم ﷺ تک پہونچادے کہ ہم نے آپ سے ملاقات کی تو ہم آپ سے راضی تھے اور آپ ہم سے راضی تھے۔

حدیث شریف کے **مذکورہ** الفاظ پر غور کرنے سے پہلے یہ حقیقت سامنے رکھو کہ ستر (۷۰) صحابہ جب ''معونہ'' نامی مقام پر شہید کئے جا رہے تھے۔ تب **حضور اقدس** ﷺ ''**مدینہ منورہ**'' شہر میں تشریف فرما تھے۔ ''**معونہ**'' نام کا مقام ''**مدینہ شریف**'' سے تقریباً **تین سو (۳۰۰).K.m** کے فاصلہ پر آیا ہوا ہے۔

اس زمانہ میں ٹیلی فون یا ٹیلی گرام کی کوئی سہولت نہ تھی۔ ایک جگہ کی خبر سیکڑوں کلومیٹر کے فاصلے پر آئے ہوئے دوسرے مقام تک پہونچنے میں ہفتوں اور مہینوں کا وقت لگتا تھا۔ لیکن **حضور اقدس** ﷺ نے **مدینہ منورہ** سے سیکڑوں کلومیٹر کے فاصلے پر آئے ہوئے ''**معونہ**'' میں وقوع پذیر واقعہ کی خبر مدینہ میں اپنے صحابہ کو دے دی۔ صرف خبر ہی نہیں دی، بلکہ شہادت کا جام پیتے وقت صحابیٔ رسول حضرت حرام نے کیا دعا مانگی، وہ دعا لفظ بہ لفظ اپنے صحابہ کو بتا دی۔ اس کا نام ہی تو **علم غیب** ہے۔ سیکڑوں کلومیٹر کی مسافت کا مقام ضرور نظروں سے غائب ہوتا ہے، اسے ''**غیب**'' کہتے ہیں۔ لغت میں ''غیب'' کے معنٰی ⊙ **غیر موجود** ⊙ **غائب** ⊙ **پوشیدہ** ⊙ **اوجھل** ⊙ **نظر سے غائب** ⊙ **نہاں** ⊙ **چھپا ہوا** ⊙ **در پردہ** وغیرہ وارد ہیں۔

مدینہ منورہ سے **معونہ** کا مقام غائب، پوشیدہ، نہاں، اوجھل، نظر سے غائب اور چھپا ہوا ہونے کی وجہ سے ''**غیب**'' ہے۔ اور **حضور اقدس** ﷺ نے مدینہ میں بیٹھے ہوئے معونہ کے حادثے کی خبر دی، اور خبر وہی دیتا ہے، جسے اس کا علم ہوتا ہے۔ لہذا **حضور اقدس** ﷺ نے غیب کی خبر دی، تو اس سے ضرور لازم آیا کہ **آپ کو غیب کا علم تھا** اور ہے۔

’’دونوں واقعات نزول قرآن کی تکمیل سے پہلے کے ہیں۔‘‘

آپ نے اپنے سوال نامہ میں سوال نمبر: ۱/۸ میں جن الفاظ سے پوچھا ہے۔اسی انداز میں آپ کو دندان شکن جواب دیتے ہوئے ذیل میں دو(۲) حوالے پیش کرتے ہیں۔

’’سب سے آخر میں نازل ہونے والی قرآن کی آیت‘‘

" وَرَأَيْتُ أَنَّ الَّذِیْ تَسْتَرِيْحُ اِلَيْهِ النَّفْسُ مِنْهَا هُوَأَنَّ آخِرَالْقُرْآنِ نُزُوْلاً عَلَی الْاِطْلَاقِ قَوْلُ اللّٰهِ فِیْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ: (وَاتَّقُوْا يَوْماً تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَی اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰی كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ)

ترجمہ:۔ ’’اور میرے خیال میں جس پر دل مطمئن ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ نزول کے اعتبار سے مطلقا قرآن کی سب سے آخری آیت سورۂ بقرہ میں اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:(وَاتَّقُوْا يَوْماً تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَی اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰی كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ)‘‘

حوالہ:۔ "**مناهل العرفان فی علوم القرآن**"، المؤلف: محمد عبدالعظيم الزرقانی (المتوفیٰ١٣٦٧ھ)، الناشر: مطبعة عيسیٰ البانی الحلبی وشركاه، الطبعة:الطبعةالثالثة، **المجلد الأول، المبحث الرابع، الصفحة:** ١٠٠

مندرجہ بالا حوالہ سے ثابت ہوا کہ نزول کے اعتبار سے قرآن مجید کی آخری آیت **پارہ:۳،سورۃ البقرہ،آیت نمبر:۲۸۱** ہے اس آیت کے نازل ہونے کے ساتھ ہی پورا قرآن شریف **مکمل** طور پر نازل ہوگیا۔اور اس آیت کے نازل ہونے کے بعد......؟؟

یہ آخری آیت نازل ہونے کے بعد حضور اقدس ﷺ کتنے دن تک اس دنیا میں ظاہری حیات سے رہے؟

" وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا (اَنَّهَا آخِرُ آيَةٍ نَزَلَ بِهَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السلامُ وَقَالَ ضَعْهَا فِيْ رَأسِ الْمِائَتَيْنِ وَالثَّمَانِيْنَ مِنَ الْبَقَرَةِ) وَعَاش رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَهَا أحداً وَعِشْرِيْنَ يَوْماً وَقِيْلَ أحداًوَ ثَمَا نِيْنَ يَوْماً. وَ قِيْلَ سَبْعَةَ أيَّامٍ وَقِيْلَ ثَلاثَةَ سَاعَاتٍ ."

ترجمہ: " حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ یہی آخری آیت ہے جس کو جبرئیل علیہ السلام لیکر نازل ہوئے اور کہا کہ یہ سورۂ بقرہ کی ۲۸۱ ویں آیت ہے۔اس آیت کے نزول کے بعد رسول کریم ﷺ اکیس دن بقید حیات رہے یا اکیاسی دن یا سات دن یا تین گھنٹے۔"

حوالہ:۔ **"أنوار التنزيل واسرار التأويل"**، المؤلف: ناصر الدين أبو سعيد عبد الله بن عمر بن محمد الشيرازى البيضاوى

(المتوفیٰ : ٦٨٥ھ) ، المحقق: محمد عبدالرحمن المرعشلی،الناشر: دار احیاء التراث العربی بیروت، **الطبعة الاولیٰ۔** ١٤١٨ھ ، **الصفحة:** ١٦٣

مندرجہ دونوں عربی عبارات کا ماحصل یہ ہے کہ:۔

▣ **قرآن شریف کی وہ آیت کہ جو نزول (نازل ہونا) کے اعتبار سے سب سے آخری آیت ہے قرآن شریف، پارہ:۳، سورۃ البقرہ کی ۲۸۱ ویں آیت ہے۔**

▣ **اس آخری آیت کے نازل ہونے کے بعد حضور اقدس، جان عالم ﷺ کتنے دنوں تک دنیا میں حیات ظاہری کے ساتھ تشریف فرماں رہے اور بعد میں پردہ فرمایا۔**

اس معاملہ میں ملت اسلامیہ کے اماموں کے چار قول ہیں:۔

☆ **اکیاسی دن (۸۱)** ☆ **سات دن (۷)**

☆ **اکیس دن (۲۱)** ☆ **تین گھنٹے (۳)**

مندرجہ بالا اقوال کے مطابق **حضور اقدس** ﷺ ۳/ گھنٹہ، ۷، ۲۱ یا ۸۱ دن دنیا میں ظاہری حیات کے ساتھ جلوہ فرماں رہے۔ اگر تمام اقوال کو ایک طرف رکھ کر صرف اکیاسی (۸۱) دن والا قول لیں، تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ قرآن شریف کی سب سے آخری آیت نازل ہونے کے بعد **حضور اقدس** ﷺ **دو (۲) مہینہ، بائیس (۲۲) دن یعنی تقریباً تین (۳) مہینہ** ظاہری حیات کے ساتھ دنیا میں تشریف فرماں رہے۔

اب پھر ایک مرتبہ آپ کے سوال نمبر: ۱/۷ اور ۱/۸ کی طرف لوٹتے ہیں کہ:۔

''افق عائشہ اور واقعۂ بیر معونہ عطائے علم غیب سے قبل کے واقعات ہیں یا بعد کے؟''

اس کا تفصیلی جواب ہم نے جواب نمبر: **۱/۷ اور ۱/۸** سے دے دیا ہے۔جس کا 'ماحصل' اورمزید وضاحت ذیل میں درج ہے:۔

▣ ''واقعۂ افک عائشہ''

یہ واقعہ **''غزوۂ بنی مصطلق''** جو۳؍شعبان ۵ھ کے بعد ہوا۔منافقوں نے **حضرت عائشہ صدیقہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دامن تقدس پر تہمت کا کیچڑ اُچھالا۔ یہ واقعۂ افک تکمیل نزول قرآن کے تقریباً پانچ (۵) سال **پہلے** کا واقعہ ہے۔

▣ ''واقعۂ بیر معونہ''

یہ واقعہ **ماہ صفر ۴ھ** میں وقوع پزیر ہوا۔جس میں دھوکے سے **ستر (۷۰)** صحابہ کو شہید کیا گیا۔ یہ واقعہ ''تکمیل نزول قرآن'' کے تقریباً **چھ(۶) سال پہلے** کا ہے۔

مندرجہ بالا وضاحت سے ثابت ہوا کہ مذکورہ دونوں واقعات پورا قرآن نازل ہونے کے **پانچ (۵)** اور **چھ(۶) سال پہلے کے ہیں**۔اورہم نے آپ کے **سوال نمبر ۱/۴، ۱/۵ اور ۱/۶** کے جواب میں **صفحہ نمبر: ۳۹** پرہم نے اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ظاہر کرتے ہوئے امام اہلسنت ،مجدد دین وملت،امام **احمد رضا خاں محدث بریلوی** (علیہ الرحمۃ والرضوان) کی تاریخی تصنیف **''الدولة المكيه بالمادة الغيبيه''** (عربی) کے **صفحہ نمبر: ۲۸۹** کے حوالے سے لکھا ہے کہ:۔

''جب کوئی آیت یا سورۃ اُترتی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علموں پر اور (مزید) علوم بڑھاتی۔ یہاں تک کہ جب قرآن عظیم کا نزول پورا ہوا، ہر چیز کا مفصل روشن بیان پورا ہوگیا۔''

لہذا.......

پورا قرآن نازل ہونے سے پہلے اگر **اللہ تعالیٰ** نے اپنے محبوب اعظم ﷺ سے فرمایا کہ (۱) ہم نے بعض انبیائے کرام کا ذکر تم سے نہ کیا۔ یا (۲) منافقوں کے بارے میں فرمایا کہ تم انہیں نہیں جانتے۔ یا (۳) نبیٔ کریم ﷺ نے کسی واقعہ کے معاملہ میں سکوت فرمایا، یہاں تک کہ ''وحی'' نازل ہوئی اور علم لائی، تو ان آیتوں اور واقعات کو دلیل بنا کر ہرگز..... ہرگز..... **حضوراقدس** ﷺ کے **''علم غیب''** کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے جتنے واقعات کہ جن کے بارے میں **حضوراقدس** ﷺ نے پہلے سے علم ہونے کا انکار کیا، یا خاموشی اختیار فرمائی، تو وہ واقعہ پورا قرآن مجید نازل ہونے سے پہلے کا ہوگا، اور ایسے واقعات **'علم غیب نبی'** کے انکار کے لئے بطور سند اور دلیل کے لانا تاریخ (History) سے جاہل اور بے وقوف ہونے کا ثبوت ہے۔

چیلنج......

لہذا، ہم منکرین علم نبی کو کُھلا چیلنج دیتے ہیں کہ **''پورا قرآن شریف نازل ہونے کے بعد کا کوئی واقعہ ایسا بتاؤ کہ جس سے تم علم غیب نہ ہونا ثابت کرو۔''**

اور ہاں...... ''علم غیب مصطفیٰ نہ ہونے کے ثبوت میں جو واقعہ پیش کرو، اس کے لئے قرآن مجید کی ''غیر منسوخ'' آیت یا پھر ''حدیث متواتر'' کے ٹھوس حوالے سے ہجری سن، مہینہ اور دن کا صاف لفظوں میں ذکر ہو کہ یہ واقعہ مکمل قرآن نازل ہونے کے فلاں دن، مہینہ اور سال کا ہے اور حضور ﷺ نے یہ واقعہ اصلاً (بالکل) جانا ہی نہیں۔''

کیونکہ...... ''نہ جاننا'' اور ''نہ بتانا'' میں زمین، آسمان کا فرق ہے۔ کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی واقعہ کی حقیقت **حضوراقدس** ﷺ **''جانتے تھے''** لیکن کسی مصلحت یا کسی وجہ سے **''بتایا نہیں''** اس کی وجہ یہ ہے کہ **حضوراقدس** ﷺ کے پاس کچھ ایسے علوم بھی تھے، جن کو چُھپانے اور ظاہر نہ کرنے کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم فرمایا تھا۔

الحاصل.......

۴ھ کا **''واقعۂ بیر معونہ''** اور **۵ھ** کا **''افک عائشہ''** کا واقعہ، یہ دونوں واقعات مکمل قرآن نازل ہونے کے **پانچ (۵) اور چھ (۶) سال پہلے کے ہیں۔** ان کو علم غیب نہ ہونے کے ثبوت میں بطور دلیل پیش کرنا نری جہالت ہی ہے۔ ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ تمہارے جیسے جاہل بلکہ **''اجہل''** ہمارے چیلنج کا کبھی بھی، کہیں بھی، کسی طرح بھی، کیسے ہی، قیامت تک بھی، جواب دینے سے عاجز، قاصر، خاموش، مبہوت، بے بس، مجبور، مایوس، ناچار، ناتواں، باؤلا، ہکّا۔ بکّا، نابلد، ناانجان اور نارسیدہ ہی رہیں گے۔

کیونکہ:۔ **''اللہ راہ نہیں دیتا، دغا بازوں کے مکر کو۔''** (قرآن شریف، پارہ:۱۲، سورۂ یوسف، آیت:۵۲)

یہاں تک کے جواب سے آپ کے سوال نمبر ۱/۱ سے لیکر ۱/۸ تک کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔ اگر آپ میں دم۔خم ہے، تو صرف یہاں تک لکھے گئے جواب کا ''جواب الجواب'' لکھ دکھائیں۔ جو آپ کے لئے ناممکن اور محال ہے۔

خیر ! علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تعلق سے ہم نے مستند، معتمد اور معتبر کتب احادیث سے جو احادیث پیش کی ہیں، اس سے **حضور اقدس** ﷺ کے علم غیب کے دلائل، براہین اور ثبوت کے ایسے پھول لہرائے کہ جن کی مہک اور خوشبو سے اہل ایمان کے دل باغ باغ ہو گئے اور بارگاہ رسالت کے تمہارے جیسے دشمنوں کے دل آگ۔ آگ ہو گئے ہوں گے۔ نبی کے علم غیب کو ناپنے والے ناہنجار منافق ہر وقت **تھرمومیٹر** (Thermometer) ہاتھ میں لئے گھومتے ہیں کہ **کتنا تھا؟ کیسا تھا؟ کیوں نکر تھا؟** وغیرہ۔ یہاں تک پیش کی گئیں احادیث سے ان کو عداوت نبی کا بخار چڑھ گیا ہوگا۔ لہذا وہ اپنے بخار کو ناپیں اور بخار کو ناپنے کے لئے **تھرمومیٹر** (Thermometer) کو منھ یا بغل میں نہ رکھیں بلکہ اپنی کمر کے نیچے کے حصے میں رکھ کر اپنا بخار ناپ لیں۔

خیر! آپ کا بخار ناپنے والا تھرمومیٹر شدت بخار کی وجہ سے پھٹ گیا ہوگا، لہذا کسی میڈیکل اسٹور (Medical Store) سے نیا منگوالیں۔ نیا تھرمومیٹر آنے تک کے وقت کا صحیح استعمال کرتے ہوئے آپ کے بخار کی شدت میں اضافہ کرنے کے لئے مزید چند احادیث اور اقوال ائمۂ ملت اسلامیہ ذیل میں درج ہیں۔

”صفت روحانی تک پہونچنے والے بندے کو علم غیب حاصل ہوتا ہے۔“

جلیل القدر امام دین، فاضل اجل، فخر العلماء **حضرت علی ابن (سلطان) محمد ابوالحسن** نور الدین مُلّا ہروی قاری المعروف **مُلّا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری** فرماتے ہیں کہ:۔

وَنَعْتَقِدُ اَنَّ الْعَبْدَ يُنْقَلُ فِي الْاَحْوَالِ حَتَّى يَصِيرَ إِلَى نَعْتِ الرُّوحَانِيَّةِ فَيَعْلَمَ الْغَيْبَ.

ترجمہ:۔ **”ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقی ٔ مقامات پا کر صفت روحانی تک پہنچتا ہے، اس وقت اسے علم غیب حاصل ہوتا ہے۔“**

حواله :۔ **"مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح"**، المولف :علی بن (سلطان) محمد، ابو الحسن نور الدين الملا الهروی القاری (المتوفی :١٠١٤)، الناشر:۔ (١) دار الفكر، بيروت، لبنان، الطبعة: الاولى، ١٤٢٢ھ۔ -٢٠٠٢م، كتاب الإيمان، **المجلد الاول، الصفحة: ٦٢**

الناشر: (٢) المكتبة الحبيبيه ــ كوئٹه (پاكستان) كتاب الايمان، الفصل الاول، تحت حديث : ٢ ، **جلد : ١، صفحه: ١٢٨**

”حضرت خضر علیہ السلام بھی علم غیب جانتے تھے۔“

حبر الامت یعنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:۔

قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَانَ رَجُلًا يَعْلَمُ عِلْمَ الْغَيْبِ
حواله :۔ الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، المولف :عبد الرحمن بن ابی بکر، جلال الدین السیوطی (المتوفی:۹۱۱ ھـ)، الناشر : دار الفکر بیروت، سورة الکهف، المجلد الخامس، **الصفحة:** ٤١٤
اور :۔ ”تفسیر جامع البیان (تفسیر) میں ”يَعْلَمُ عِلْمَ الْغَيْبَ “ کے الفاظ کے بعد ”قَدْ عُلِمَ ذَالِكَ “ کے الفاظ بھی وارد ہیں، لہذا دونوں تفسیروں کا مجموعی ترجمہ ہم ذیل میں پیش خدمت کرتے ہیں۔
ترجمہ:۔ ”حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے کہا کہ آپ میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے۔ حضرت خضر علم غیب جانتے تھے۔ انہیں علم غیب دیا گیا تھا۔“

"حضور اقدس ﷺ آج بھی اپنی قبر انور سے اپنے ہر امتی کو دیکھتے ہیں، اور ان کے دلوں کے خیالات کو بھی جانتے ہیں۔"

اب جگر تھام کر مندرجہ ذیل عبارت پڑھو اور نبی کے علم غیب کا انکار کرنے والو دیوار سے اپنا سر ٹکراؤ۔

وَقَدْ قَالَ عُلَمَاءُ نَا رَحْمَةُاللَّهِ عَلَيْهِمْ :إِنَّ الزَّائِرَ يُشْعِرُ نَفْسَهُ بِاَنَّهُ وَاقِفٌ بَيْنَ يَدَيْهِ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ -كَمَا هُوَ فِي حَيَاتِهِ، إِذْ لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهِ وَحَيَاتِهِ اَعْنِى فِى مُشَاهَدَتِهِ لِأُمَّتِهِ وَمَعْرِفَتِهِ بِاَحْوَالِهِمْ وَنِيَّاتِهِمْ وَعَزَائِمِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ، وَذَلِكَ عِنْدَهُ جَلِيٌّ لَا خَفَاءَ فِيهِ.

حواله :۔ (١) "**المدخل**"، المولف :ابو عبد الله محمد بن محمد بن محمد العبدرى الفاسى المالكى الشهير بابن الحاج (المتوفى: ٧٣٧هـ)، الناشر: دار التراث، فصل :زيارة سيد الاولين والآخرين، المجلد الاول، **الصفحة:** ٢٥٩

حواله :۔ (٢) "**المواهب اللدنية بالمنح المحمدية**"، المولف : احمد بن محمد بن ابى بكر بن عبد الملك القسطلانى القتيبى المصرى، ابو العباس، شهاب الدين (المتوفى: ٩٢٣ هـ)، الناشر :المكتبة التوفيقية، القاهرة - مصر، المقصد العاشر، الفصل الثانى، المجلد الثالث، **الصفحة :** ٥٩٥

ترجمہ:۔ ”بیشک ہمارے علماء رحمھم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زائر (قبر انور کی زیارت کے لئے آنے والا) اپنے نفس کو آگاہ کردے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے، جیسا کہ حضور کی ظاہری حیات میں۔ اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں، نیتوں، ارادوں اور دل کے خطرات کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور پر روشن ہے، جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔“

”علم غیب کی وجہ سے چور کے ہاتھ کاٹنے کے بجائے اُسے قتل کردینے کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم۔“

اب ہم ایک حدیث شریف ایسی پیش کرنے جا رہے ہیں کہ جس حدیث شریف سے **حضور اقدس** صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا ایسا قطعی اور مضبوط ثبوت ملتا ہے کہ مخالفین اور منکرین علم غیب نبی کے منحوس چہروں پر ذلّت اور رسوائی کی ایسی کالک لگے گی کہ بندر بھی ان کے مقابلہ میں خوبصورت اور حسین محسوس ہوگا۔

حدیث شریف:۔

ابو یعلیٰ، شاشی، طبرانی، معجم کبیر اور حاکم نے صحیح مستدرک میں اور ضیائے مقدسی صحیح مختارہ میں حضرت محمد بن حاطب سے اور حاکم و مستدرک میں بہ افادۂ صحیح ان کے بھائی **حضرت حارث بن حاطب** رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

حَدَّثَنِی اَبُو بَکْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ بَالَوَیْهِ، ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ الْحَرْبِیِّ، ثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، ثَنَا یُوسُفُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ حَاطِبٍ، اَنَّ رَجُلًا سَرَقَ عَلَی عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَأُتِیَ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :اقْتُلُوهُ .فَقَالُوا: إِنَّمَا سَرَقَ .قَالَ :فَاقْطَعُوهُ .ثُمَّ سَرَقَ اَیْضًا فَقُطِعَ، ثُمَّ سَرَقَ عَلَی عَهْدِ اَبِی بَکْرٍ فَقُطِعَ، ثُمَّ سَرَقَ فَقُطِعَ حَتَّی قُطِعَتْ قَوَائِمُهُ ثُمَّ سَرَقَ الْخَامِسَةَ فَقَالَ اَبُو بَکْرٍ رَضِیَ اللَّهُ عَنْهُ: کَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمَ بِهَذَا حِینَ اَمَرَ بِقَتْلِهِ، اذْهَبُوا بِهِ فَاقْتُلُوهُ.

حوالہ : **"المستدرک علی الصحیحین"**، المولف: ابو عبد اللہ الحاکم محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حمدویہ بن نُعیم بن الحکم الضبی الطہمانی النیسابوری المعروف بابن البیع (المتوفی :۴۰۵ھ)، الناشر :دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ:الاولی، ۱۴۱۱ھ۔۱۹۹۰م، کتاب الحدود، المجلد الرابع، **الصفحۃ:۴۲۳، رقم الحدیث: ۸۱۵۳**

حوالہ :۔ (۲) الکتاب **"کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال"** امام علاء الدین علی بن حسام الدین البرہانی، المتوفیٰ ۹۷۵ھ، ناشر :۔ المؤسسۃ الرسالہ، بیروت،لبنان۔ الطبعۃ الخامسۃ، ۱۴۰۱ھ، **جلد نمبر:۵، حدیث نمبر: ۱۳۸۶۱، صفحہ نمبر: ۵۳۸**

ترجمہ:۔ ''ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ اقدس میں چوری کی۔ اسے حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں لایا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ ''اس کو قتل کردو''۔ عرض کی گئی کہ ''اس نے چوری ہی تو کی ہے۔'' فرمایا:۔ ''اس کے ہاتھ کاٹ دو''۔ اس نے پھر چوری کی، تو پھر قطع کیا گیا۔ پھر زمانۂ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں چوری کی، پھر قطع کیا گیا۔ (ہاتھ یا پاؤں کاٹا گیا) یہاں تک کہ اس کے تمام ہاتھ۔ پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ پانچویں مرتبہ اس نے پھر چوری کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس کا حال خوب اچھی طرح جانتے تھے۔ جب کہ پہلی مرتبہ ہی اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا تھا۔ اس کو لے جاؤ اور قتل کردو۔''

اس حدیث شریف کے تیور جان وہابیت اور جان سلفیت پر آفت قہر ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کے علم غیب کے بارے میں چہ می گوئیاں اور صاف انکار کرنے والے وہابی اور غیر مقلد (اہلحدیث) فرقہ کے لوگوں کو ''**چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے**'' کا مقام ہے کہ دور حاضر کے جاہل بلکہ اجہل ملّا نے یہ کہتے ہیں بلکہ اپنی کتابوں میں بھی لکھتے ہیں کہ (معاذ اللہ) **''حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں تھا''** لیکن **''اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ بِالتَّحْقِیْق''** یعنی تمام انبیائے کرام کے بعد جن کا درجہ اور مرتبہ تمام انسانوں سے بلند اور بالا ہے، یعنی امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، امام المتقین، اصدق الصادقین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنے یقین کے ساتھ فرمارہے ہیں کہ **''رسول اللہ ﷺ اس کا حال خوب اچھی طرح جانتے تھے، جبکہ پہلی مرتبہ ہی اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا تھا۔''**

حالانکہ قرآن مجید میں صاف حکم ہے کہ:۔

”وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا“

(پارہ:٦،سورۂ المائدہ،آیت:٣٨)

ترجمہ :۔ ”اور جو مرد یا عورت چور ہو،تو اس کا ہاتھ کاٹو۔“ (کنزالایمان)

قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر اور احکام شریعت کے قوانین میں مذکور ہے کہ:۔

- چور پہلی مرتبہ چوری کرے،تو اس کا داہنا ہاتھ کلائی تک کاٹا جائے۔
- چور دوسری مرتبہ چوری کرے،تو اس کا بایاں پاؤں ٹخنوں تک کاٹا جائے۔
- چور تیسری مرتبہ چوری کرے،تو اس کا بایاں ہاتھ کلائی تک کاٹا جائے۔
- چور چوتھی مرتبہ چوری کرے،تو اس کا داہنا پاؤں ٹخنوں تک کاٹا جائے۔
- چور پانچویں مرتبہ چوری کرے،تو اس کو قتل کردیا جائے۔

یعنی کہ چور کی سزا میں کل پانچ (٥) قسم کے باترتیب حکم شرع ہے۔ پانچواں اور آخری حکم قتل کرنا ہے۔

لیکن........

زمانۂ اقدس کے ایک واقعہ میں جب ایک چور کو پکڑ کر خدمت اقدس میں لایا گیا،تو **حضور اقدس** صلی اللہ علیہ وسلم پہلی ہی مرتبہ میں پانچویں مرتبہ کے حکم کی سزا کا حکم صادر فرمارہے ہیں۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قانون شریعت سے اچھی طرح واقف تھے اور انہیں معلوم تھا کہ پہلی مرتبہ چوری کرنے والے کا صرف داہنا ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے،لیکن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی ہی مرتبہ کے ارتکاب پر پانچویں مرتبہ کا حکم صادر فرما کر پہلی ہی مرتبہ چوری کرنے والے چور کو **قتل کردینے کا حکم** فرمارہے ہیں۔لہذا،انہیں تعجب ہوا اور وضاحت کرنے کی غرض سے عرض کیا کہ:۔ **”یارسول اللہ ! اس نے چوری ہی تو کی ہے۔“**

صحابۂ کرام کا اس طرح عرض کرنا شریعت کے قانون کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف ظاہری حالت کی وجہ سے تھا کہ پہلی مرتبہ چوری کرنے پر صرف ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے، لیکن آپ آخری یعنی پانچویں مرتبہ کی سزا ارشاد فرما رہے ہیں۔ حالانکہ صحابہ ظاہری حالت کے تحت عرض کرتے تھے اور **رحمت عالم** ﷺ **رب تبارک وتعالیٰ** کے عطا فرمودہ **"علم غیب"** کے وصف جلیل سے حقیقت وقوع مستقبل یعنی آئندہ جو حقیقت پیش آنے والی ہے، اس کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ "حکم" ابھی سے نافذ فرما رہے ہیں، جو مستقبل میں نافذ کیا جائیگا۔

خیر ! حضور اقدس ﷺ نے اپنے جاں نثار صحابہ کا لحاظ فرماتے ہوئے قتل کرنے کی سزا کا حکم موقوف فرما کر پہلی مرتبہ کی سزا کا حکم فرمایا کہ اس کا **ہاتھ کاٹ دو**۔ چنانچہ اس چور کا داہنا ہاتھ کلائی تک کاٹ دیا گیا۔

حالانکہ......

اگر **حضور رحمت اللعالمین** ﷺ اپنے جاں نثار صحابہ سے فرما دیتے کہ میں نے جو سزا تجویز (Decide) کی ہے، اس میں مداخلت (Interfere) نہ کرو۔ میں اس کا حالِ مستقبل دیکھ رہا ہوں کہ یہ شخص پانچ (۵) مرتبہ چوری کر کے قتل ہونے کی سزا کا مستحق ہونے والا ہے، لہذا، میں ابھی سے ہی اس کی مستقبل کی حالت کو مدنظر رکھ کر، آخری انجام والی سزا ابھی سے ہی سنا رہا ہوں۔ تو ہرگز..... ہرگز..... کسی بھی صحابیِ رسول کو انکار یا اعتراض کی جرأت نہ تھی۔ کیونکہ تمام صحابہ **حضور اقدس** ﷺ کے لئے **"عطائے علم غیب من اللہ"** یعنی اللہ کی طرف سے عطا فرمائے گئے علم غیب کے عقیدے پر پختہ یقین واعتماد رکھتے تھے۔

لیکن **حضور اقدس** ﷺ اس چور کو قتل کرنے کی سزا کی حقیقت کے وقوع پزیر ہونے کے عرصے تک مؤخر فرماتے ہوئے اور آپ کی تجویز فرمودہ سزا کا نظارہ مستقبل میں ایک

حقیقت کی حیثیت سے عینی مشاہدہ کے طور پر ملاحظہ کرنے کی سعادت اپنے صحابہ کو عطا فرماتے ہوئے چور کے قتل کرنے کی سزا کو صرف ہاتھ کاٹنے کی سزا تک تبدیل فرما دیا اور.......؟

ہوا بھی یوں ہی......؟؟؟

اس چور نے دوسری مرتبہ چوری کی اور پکڑا گیا۔ لہذا اس کا پاؤں ٹخنوں تک کاٹا گیا.

پھر اس نے تیسری اور چوتھی مرتبہ **حضرت صدیق اکبر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں چوری کی تو اس کا بایاں ہاتھ اور داہنا پاؤں کاٹا گیا۔ یہاں تک کہ اس کے دونوں ہاتھ کلائیوں تک اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک کاٹ دیئے گئے۔

پانچویں مرتبہ اس نے پھر چوری کی اور پکڑا گیا، جب اسے **حضرت ابوبکر صدیق اکبر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں لایا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ "**رسول اللہ** ﷺ **اس کا حال خوب اچھی طرح جانتے تھے، جبکہ پہلی ہی مرتبہ میں اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا تھا۔**"

پھر **حضرت ابوبکر صدیق اکبر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ "**اس کو لے جاؤ اور قتل کردو**" چنانچہ اس چور کو سزائے موت دیتے ہوئے قتل کر دیا گیا۔

اس حدیث میں **حضور اقدس** ﷺ کے "علم غیب" کے تعلق سے **حضرت ابوبکر صدیق اکبر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پختہ یقین آپ کے اس جملے "**اس کا حال خوب اچھی طرح جانتے تھے۔**" سے آشکار ہو رہا ہے۔

صرف حضرت صدیق اکبر ہی نہیں بلکہ تمام کے تمام صحابۂ کرام کا متفقہ عقیدہ تھا کہ **اللہ تبارک و تعالیٰ** نے اپنے **محبوب اعظم** ﷺ کو "**ما کان وما یکون**" یعنی "جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ بھی ہونے والا ہے" کا علم عطا فرمایا ہے، لیکن دور حاضر کے وہابی اور سلفی 'کٹ ملّے' صحابۂ کرام کے عقیدۂ صادقہ کی مخالفت میں ایسا باطل عقیدہ رکھتے ہیں کہ معاذ اللہ! **حضور اقدس** ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں تھا۔

”علم غیب کے عقیدے میں ہم اہلسنت کا موقف“

یہاں تک کی تفصیلی گفتگو کے بعد ”علم غیب“ کا مسئلہ روز روشن کی طرح صاف ظاہر ہوگیا ہے۔ تاہم پھر بھی علم غیب کے مسئلے میں ہمارا موقف (نظریہ) بھی ظاہر کردینا مناسب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہابی اور سلفی جاہل ملاّ نے بغیر کسی ثبوت اور دلیل کے ہم پر یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ ہم سنی لوگ **”حضور اقدس ﷺ کے علم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم سے ’مساوی‘ (برابر) مانتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم سے بڑھ کر مانتے ہیں۔“ (معاذ اللہ)**

یہ الزام سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ حالانکہ اس کتاب کے گزشتہ ابتدائی صفحات میں ہم ٹھوس اور پختہ دلائل سے ثابت کرچکے ہیں کہ **”اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی اور غیر متناہی ہے“** اور مخلوق کا علم **”عطائی اور متناہی ہے۔“** لہذا جب مخلوق کا علم ”متناہی“ یعنی فنا ہونے والا اور ”عطائی“ ہے، تو مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ کے علم ”غیر متناہی“ یعنی کبھی بھی فنا نہ ہونے والا اور ”ذاتی“، علم سے کوئی نسبت نہیں ہوسکتی۔

مذکورہ عقیدے کی وضاحت میں اہلسنت و جماعت کے امام ومقتدا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخی کتاب کا ایک حوالہ ذیل میں پیش ہے:۔

” قَدْ أَقَمْنَا الدَّلَائِلَ الْقَاهِرَةَ عَلٰی أَنَّ إِحَاطَةَ عِلْمِ الْمَخْلُوْقِ بِجَمِيْعِ الْمَعْلُوْمَاتِ الْإِلٰهِيَةِ مُحَالٌ قَطْعًا،عَقْلًا وَسَمْعًا“

ترجمہ:۔ ”ہم قاہر دلیلیں قائم کر چکے کہ مخلوق کے علم کا جمیع معلومات الٰہیہ کو محیط ہونا عقل اور شرع دونوں کی رو سے یقیناً محال ہے۔“

حوالہ:۔ (۱)”الدولة المكية بالمادة الغيبة“، المؤلف:۔ الإمام أحمد رضا خان القادرى البريلوى (المتوفى ۱۳۴۰ھ)، الناشر: دارة الكرز للنشر والتوزيع، الطبعة الأولى ۲۰۰۶م، القسم الأول، النظر الثاني، الصفحة: ۳۷

حوالہ:۔ (۲)”فتاویٰ رضویہ“ (مترجم)، از:۔ امام احمد رضا محقق البریلوی (المتوفی ۱۳۴۰ھ)، ناشر: مرکز اہلسنت برکات رضا۔ پوربندر (گجرات) سن اشاعت: ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۰۰۶ء جلد:۲۹، صفحہ:۴۳۷

”خالق اور مخلوق کے علم میں برابری ہو ہی نہیں سکتی۔ ایک عظیم فرق ہے“

اب ہم امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، **امام احمد رضا** محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب سے ایک حوالہ ایسا پیش خدمت کر رہے ہیں کہ جس کو پڑھ کر اہلسنت و جماعت پر نبی کے علم کو اللہ کے علم کے برابر ماننے کا الزام لگانے والے مخالفین کی آنکھیں **چکا چوند** ہو جائیں گی اور ان کے لگائے ہوئے شرک کے فتوے کے پرزے پرزے ہو جائیں گے اور الزام کے راگ آلاپنے والی بانسری دو ٹکڑے ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائیگی۔

"لَوْ جُمِعَ عُلُوْمُ جَمِيْعِ الْعَالَمِيْنَ اَوَّلًا وَاٰخِرًا لَمَا كَانَتْ لَهَا نِسْبَةٌ مَا اَصْلًا اِلٰى عُلُوْمِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى حَتّٰى كَنِسْبَةِ حِصَّةٍ مِّنْ اَلْفِ اَلْفِ حِصَّةِ قَطْرَةٍ اِلٰى اَلْفِ اَلْفِ بَحْرٍ."

حوالہ: "الدولة المكية بالمادة الغيبة"، (عربی) مصنف:۔ امام احمد رضا محقق البریلوی (المتوفی ۱۳۴۰ھ)، ناشر: مرکز اہلسنت برکات رضا۔ پوربندر (گجرات) سن اشاعت:۔ ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰۰۲ء، صفحہ: ۴۴

ترجمہ:۔ "بلکہ تمام اولین وآخرین سب کے علوم جمع کر لئے جائیں، تو ان کے مجموعہ کو علوم الٰہیہ سے اصلاً کوئی نسبت نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ وہ نسبت بھی نہیں ہوسکتی، جو ایک بوند کے دس لاکھ حصّوں میں سے ایک حصّہ کو دس لاکھ سمندروں سے ہو۔"

امام اہلسنت، **امام احمد رضا** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مندرجہ بالا عبارت سے **دودھ کا دودھ** اور **پانی کا پانی** ہوکر رہ گیا۔ بلکہ روز روشن کی طرح **حق** اور **باطل** کا فرق ہوگیا کہ تمام اولین اور آخرین کے علموں کو اگر جمع کیا جائے یعنی تمام مخلوق جس میں انبیاء، اولیاء، صحابہ، شہداء، صوفیاء، اولیاء، علماء، محدثین، محققین، مجتہدین، مجددین، مستنبطین، ائمہ، مفتیان، عوام اور خواص سب کا علم آگیا، ان تمام کے علموں کو جمع کیا جائے، تو ان کے علم کے مجموعے کو **اللہ کے علم سے وہ نسبت (Resemblance) بھی نہیں ہوسکتی جو ایک قطرے (Drop) کے دس لاکھویں حصے کو دس لاکھ سمندر سے نہیں ہوسکتی۔**

امام احمد رضا بریلوی نے ہم اہلسنت و جماعت کا عقیدہ صاف ظاہر فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں اور انبیائے کرام کے علم میں کتنا عظیم فرق ہے۔ لیکن مخالفین بالخصوص غیر مقلد (اہلحدث) اور وہابی فرقہ کے لوگ ہم پر جھوٹ پر مشتمل الزام لگاتے ہیں کہ ہم اہل سنت و جماعت معاذ اللہ **نبی کریم** صلی اللہ علیہ وسلم **کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر مانتے ہیں۔** اس الزام لگانے والوں کو ہمارا چیلنج ہے کہ اگر تم اپنے باپ کی جائز اولاد ہو، تو امام احمد رضا بریلوی کی ایک ہزار (۱۰۰۰) سے زیادہ کتابوں میں سے کسی ایک کتاب سے بھی یہ بتادو کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے معاذ اللہ ایسا لکھا ہو کہ:۔

- **نبی کا علم اللہ کے علم کے برابر ہے۔**
- **نبی کا علم کل معلومات الٰہیہ کو محیط ہے۔**
- **نبی کا علم ذاتی ہے۔**

ہم دعوے اور چیلنج سے کہتے ہیں کہ مخالفین اپنے لگائے ہوئے الزامات کا ثبوت پیش کرنے سے قیامت تک ساکت اور مبہوت رہیں گے۔ بلکہ تمام گمراہ اور بدعقیدہ فرقے کے سب مُلّا۔مُلّا نے جمع ہو کر بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی صرف ایک تاریخی کتاب **''الدولة المكية بالمادة الغيبة''** کا جواب لکھ دکھائیں۔

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ

''اللہ کی عطا سے نبی کے لئے بعض علم ہی مانتے ہیں، کُل نہیں''

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محقق بریلوی فرماتے ہیں کہ:۔

"لَا نَقُوْلُ بِمُسَاوَاةِ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا بِحُصُوْلِهٖ بِالْاِسْتِقْلَالِ وَلَانُثْبِتُ بِعَطَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى أَيْضًا إِلَّا الْبَعْضَ"
حواله :۔ **"الدولة المكية بالمادة الغيبة"**، المؤلف :الإمام أحمد رضا خان القادری البریلوی (المتوفی: ۱۳٤۰ھ)، الناشر: دارة الكرز للنشر والتوزيع، الطبعة الأولى: ۲۰۰٦م، القسم الأول، النظر الخامس، **الصفحة:** ۵۰
ترجمہ:۔ ''ہم نہ علم الٰہیہ سے مساوات مانیں، نہ غیر کے لئے علم بالذات جانیں، اور عطائے الٰہی سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں، نہ کہ جمیع۔''

لیکن......

اللہ تعالیٰ کی عطا سے **محبوب اعظم** صلی اللہ علیہ وسلم کو جو '**بعض علم**' ملا ہے، وہ بھی اتنا '**وسیع**' ہے کہ اس میں **لوح، قلم، جنت، دوزخ، قیامت، احوال قبور بلکہ جمیع ما کان وما یکون یعنی** جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے، اس کا تمام علم **حضور اقدس** صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔

”ایمان تازہ کردینے والی حدیث شریف“

امام اجل،جلیل القدر محدث، معتبر راوی، حضرت **عبداللہ ابن مبارک** نے صحابیٔ رسول، ثقہ راوی حضرت **سعید ابن مسیّب بن حزن** رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرمایا ہے کہ:

”اَخْبَرَنَا رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ يَقُولُ " :لَيْسَ مِنْ يَوْمٍ إِلَّا يُعْرَضُ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتُهُ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً، فَيَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ، لِيَشْهَدَ عَلَيْهِمْ“

حواله :ـ الزهد والرقائق لابن المبارك (يليه مَا رَوَاهُ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ فِي نُسْخَتِهِ زَائِدًا عَلَى مَا رَوَاهُ الْمَرْوَزِيُّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ فِي كِتَابِ الزُّهْدِ)، المؤلف :أبو عبد الرحمن عبد الله بن المبارك بن واضح الحنظلی، الترکی ثم المرْوزی (المتوفی ١٨١ھ)، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت، باب فی عرض عمل الأحياء على الأموات، جلد: ٤،الصفحة: ٤٢

ترجمہ:ـ ”کوئی دن ایسا نہیں جس میں نبی ﷺ پر ان کی امت کے اعمال صبح وشام دو(٢) دفعہ پیش نہ ہوتے ہوں۔تو حضور اکرم ﷺ انہیں ان کی نشانی صورت سے بھی پہچانتے ہیں اور ان کے اعمال سے بھی۔“

حضور اقدس، عالم ما کان وما یکون ﷺ اپنی ظاہری حیات میں اپنے **رب تعالیٰ** کی عطا سے وسیع علم غیب جانتے تھے۔ آپ کا یہ وصف دنیا سے پردہ کرنے کے بعد آج بھی اپنی آن، بان، شان کے ساتھ قائم ہے اور **حضور اقدس** ﷺ آج بھی روزانہ اپنے ہر امتی کو شکل و صورت اور عمل و کردار سے جانتے اور پہچانتے ہیں۔ یہ قول ایک عظیم الشان صحابیٔ رسول **حضرت سعید ابن مسیّب** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ ایک طرف ایک جلیل القدر صحابی کا قول ہے اور ایک طرف دور حاضر کے گستاخ رسول یعنی اہلحدیث اور وہابیوں کی بکواس ہے کہ معاذ اللہ **حضور اقدس** ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں تھا۔

"قرآن مجید کی زبردست دلیل۔ ایمان تازہ ہوجائیگا"

نڈیاد (گجرات) کے غیر مقلدوں کے قائم کردہ علم غیب کے سوالات کے جواب کے آخری مرحلے میں اب ہم پہونچ چکے ہیں۔ لہٰذا **اللہ تعالیٰ** کے مقدس کلام **قرآن مجید** سے ایک ایسی روشن دلیل پیش کر رہے ہیں کہ جس کو پڑھ کر، اگر منکرین میں ذرہ برابر بھی غیرت ہوگی، تو وہ **چلّو بھر پانی میں ڈوب مریں گے۔**

آیت:۔

"وَ یَوۡمَ نَبۡعَثُ فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ شَہِیۡدًا عَلَیۡہِمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ جِئۡنَا بِکَ شَہِیۡدًا عَلٰی ہٰۤؤُلَآءِ"
(قرآن شریف، پارہ:۱۴، سورۂ النحل، آیت:۸۹)

ترجمہ:۔ ''اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ انہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے اور اے محبوب! تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے۔'' (کنزالایمان)

تفسیر :۔

اس آیت کی تفسیر میں صاف لکھا ہوا ہے کہ تمام انبیائے کرام اپنی اپنی امتوں کے اعمال پر قیامت میں گواہی دیں گے اور **حضور اقدس** ﷺ ان سب پر یعنی اگلی تمام امت کے اعمال اور ان کے اعمال پر گواہی دینے والے تمام انبیاء کی گواہی کی صداقت پر گواہی دیں گے۔ **(حوالہ:۔''تفسیر خزائن العرفان، صفحہ نمبر:۴۴۳)**

قرآن مجید کی سورۂ نحل کی آیت نمبر:۸۹ کی تفسیر میں **''تفسیر نیشاپوری''** میں صاف لکھا ہوا ہے کہ:۔

"لِأَنَّ رُوْحَهُ شَاهِدٌ عَلٰى جَمِيْعِ الْأَرْوَاحِ وَالْقُلُوْبِ وَالنُّفُوْسِ لِقَوْلِهٖ: أَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ رُوْحِيْ"

حوالہ :۔ **"غرائب القرآن ورغائب الفرقان"**، المؤلف: نظام الدين الحسن بن محمد بن حسين القمى النيسابورى (المتوفى ٨٥٠ ھ)، المحقق: الشيخ زكريا عميرات، الناشر: دار الكتب العلميه بيروت، الطبعة : الأولى ١٤١٦ ھ، سورة النحل، المجلد الرابع، الصفحة : ٣٠٤

ترجمہ:۔ ''یہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے فرمایا کہ ''**ہم تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔**'' اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی روح انور تمام جہان میں ہر ایک کی روح، ہر ایک کے دل، ہر ایک کے نفس کا مشاہدہ فرماتی ہے (کوئی روح، کوئی دل، کوئی نفس ان کی نظر کریم سے اوجھل نہیں، جب تو سب پر گواہ بنا کر لائے جائیں گے کہ شاہد کو مشاہدہ ضروری ہے) اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کو پیدا کیا۔'' (تو عالم میں جو کچھ ہوا حضور کے سامنے ہی ہوا۔)

یہاں تک کی وضاحت سے '**علم غیب**' کا مسئلہ تسلی بخش صورت سے حل ہو چکا ہوگا۔ مخالفین میں اگر دم خم ہے، تو ہمارے اس جواب کا **جواب الجواب** لکھ دکھائیں۔ ان آنکھ کے اندھوں اور عقل کے کندوں کو کیا یہ بھی نہیں معلوم کہ:۔

اور کوئی غیب کیا، تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا، تم پہ کروڑوں درود

(از:۔ حضرت 'رضاؔ' بریلوی)

''امیرالمؤمنین،مولائے کائنات حضرت علی شیر خدا کا علم''

حافظ الاحادیث، امام المفسرین، امام اجل، جلال الملۃ والدین، **امام جلال الدین السیوطی**، رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیرالمؤمنین، خلیفۃ المسلمین، اسداللہ الغالب، امام المشارق والمغارب، ابوالائمۃ الطاہرین، حلال المشکلات والنوائب، دفاع المعضلات والمصائب، اخ الرسول، زوج البطول، سیدالسادات، **مولاعلی مشکل کشا**، حاجت روا، کافرکشا، مؤمن پناہ (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) کے علم کی وسعت کے بارے میں اپنی مشہور و معروف کتاب ''**جامع الصغیر**'' میں دو (۲) حدیثیں نقل فرمائی ہیں۔ان دونوں حدیثوں سے **مولائے کائنات حضرت علی شیر خدا** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کی ایسی عظیم وسعت ثابت ہوتی ہے،تو حضرت **علی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی آقا و مولا،محبوب خدا،**حضوراقدس**،**جان عالم**،**عالم ماکان وما یکون** ﷺ کے علم کی وسعت کا کیا کہنا؟

''عَنْ أَبِی الْمُعْتَمِرِ مُسْلِمِ بْنِ أَوْسٍ وَجَارِيَةَ بْنِ قُدَامَةَ السَّعْدِيِّ أَنَّهُمَا حَضَرَا عَلِيَّ بْنَ أَبِی طَالِبٍ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُوْلُ: سَلُوْنِیْ قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُوْنِی ! فَإِنِّی لَا أُسْأَلُ عَنْ شَيْءٍ دُوْنَ الْعَرْشِ إِلَّا أَخْبَرْتُ عَنْهُ".ابن النجار''

حوالہ۔ **''کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال''**، المؤلف :علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری الشاذلی الهندی البرهانفوری ثم المدنی فالمکی الشهیر بالمتقی الهندی (المتوفی ۹۷۵)، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة :الطبعة الخامسة، ۱٤۰۱ھ/۱۹۸۱م، فضائل علی - رضی الله تعالی عنه، المجلد الثالث عشر، **الصفحة:** ۱٦۵، **رقم الحديث:** ۳٦۵۰۲

ترجمہ:۔ ''امیر المؤمنین، سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ مجھ سے سوال کرو، قبل اس کے کہ مجھ کو نہ پاؤ کہ عرش کے نیچے جس کسی چیز کو مجھ سے پوچھا جائے، میں بتادوں گا۔''

مندرجہ بالا عبارت کو بغور پڑھیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ **''عرش کے نیچے کی جس کسی چیز کے بارے میں مجھ سے پوچھا جائے، میں اس کا جواب دوں گا''** عرش کے نیچے کرسی، **ساتوں آسمان**، **ساتوں زمینیں اور تحت الثرا** سب داخل ہیں۔ مولا علی فرماتے ہیں کہ ان سب کو میرا علم محیط یعنی گھیرے ہوئے ہیں۔ ان میں سے جس چیز کے بارے میں مجھ سے پوچھو، میں بتادوں گا۔

''مولا علی کے علم کی وسعت کی مزید ایک حدیث''

" وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ فَتْحٍ، نا حَمْزَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ، نا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، نا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يَخْطُبُ وَيَقُولُ : سَلُونِي فَوَاللَّهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ يَكُونُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَدَّثْتُكُمْ بِه"

حواله :۔ "**جامع بيان العلم وفضله**" المؤلف: أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمرى القرطبى (المتوفى: ٤٦٣ھ) تحقيق: أبى الأشبال الزهيرى۔ الناشر: دار ابن الجوزى، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، ١٤١٤ھ۔ ١٩٩٤م، الجزء : ١، الصفحة: ٤٦٤

ترجمہ:۔ ''حضرت ابوالطُّفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے خطبہ میں حاضر تھا۔ امیر المؤمنین نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ مجھ سے دریافت کرو۔ خدا کی قسم! قیامت تک جو چیز ہونے والی ہے، مجھ سے پوچھو، میں بتادونگا۔''

نوٹ:۔ مندرجہ بالا دونوں حدیثیں امام المفسرین، امام جلیل، **امام جلال الدین السیوطی**، صاحب **تفسیر جلالین شریف** نے اپنی مشہور و معتبر کتاب ''**جامع کبیر**'' میں روایت فرمائی ہے۔

(حوالہ:۔''**فتاویٰ رضویہ**'' از:۔ امام احمد رضا محقق بریلوی، (مترجم) **جلد نمبر:۲۹، صفحہ نمبر:۵۶۶**)

آخری بات...... نڈیاد کے **جماعت اہل حدیث** کے جاہل بلکہ اجہل نمائندے (۱) عارف اور (۲) شاہد کہ جن کو اہلحدیث جماعت کے جاہل ملاّ نے **بلی کا بکرا** بنا کر اور ان کے کندھے پر بندوق رکھ کر بے ربط و ترتیب جہالت پر مشتمل سوالات لکھوائے ہیں۔ الحمد اللہ! ان جاہلانہ تین سوالوں میں سے پہلے سوال کا مفصل اور مدلل جواب یہاں تک لکھ دیا ہے۔ حالانکہ یہ جواب بہت ہی مختصر ہے، کیونکہ اب بھی اس جواب میں بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے، لیکن طول تحریر کے خوف سے اس مختصر جواب پر ہی اکتفاء کرتے ہوئے پورے مضمون کا ماحصل اور نچوڑ پیش کرتے ہوئے ذیل میں آخری عنوان پیش خدمت ہے۔

’’خالق اور مخلوق کے علم کا فرق: ایک نظر میں‘‘

جس طرح خالق اور مخلوق میں کوئی مساوات یعنی برابری ممکن نہیں، اسی طرح خالق اور مخلوق کے علم میں بھی مساوات کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ کیونکہ **خالق کائنات، رب تبارک و تعالیٰ کا علم ’’ذاتی‘‘** ہے اور **مخلوق کا علم ’’عطائی‘‘** ہے۔

’’ذاتی‘‘ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی خاص ہے۔ (دیکھو تفسیر نیشا پوری)
غیر خدا یعنی مخلوق کے لئے ذرا برابر کا ذاتی علم ماننے والا ضروریات دین کا منکر اور اسلام سے خارج ہے۔

’’عطائی‘‘ علم غیب یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کی عطا سے انبیائے کرام کو وسیع علم غیب ہے۔ یہ عقیدہ بھی ضروریات دین میں سے ہے، جس کا ’منکر‘ نبوت کا ہی انکار کر رہا ہے اور نبوت کا انکار کرنے والے کا ایمان کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

’’عطائی‘‘ علم غیب صرف مخلوق کے لئے ہی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے عطائی علم غیب ماننا توحید الٰہی کا انکار ہے۔ جو معاذ اللہ اللہ کے لئے ’’عطائی‘‘ علم غیب ماننے میں آیا، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو علم کسی اور نے عطا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو کسی اور نے علم عطا کیا ہے کا مطلب یہ ہوا کہ خدا سے بھی بڑھ کر کوئی اور ہے، جو اللہ تعالیٰ کو علم غیب عطا کر رہا ہے۔ لہذا، اللہ تعالیٰ کے لئے عطائی علم غیب کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کی ’وحدانیت‘ کا انکار ہے۔

اب ذیل میں درج خالق اور مخلوق کے علم کا عظیم فرق ایک نظر میں ملاحظہ فرمائیں:۔

نمبر	خالق کا علم	نمبر	مخلوق کا علم
(۱)	**ذاتی:۔** یہ علم غیب خدا کی خاص صفت ہے۔ ذاتی علم غیب کسی بھی بندے کے لئے ذرا برابر بھی ممکن نہیں۔	(۱)	**عطائی:۔** یہ علم غیب خاص اللہ تعالیٰ کی عطا سے اللہ تعالیٰ کے خاص چنندہ بندوں کو عطا کیا جاتا ہے۔
(۲)	**محیط:۔** بعض اور کل، جو موجود ہے اور جو موجود نہیں۔ جن کا ہونا ممکن ہے اور جن کا ہونا ممکن نہیں۔ وہ تمام کی تمام اللہ کے علم میں ہیں، تھیں اور رہیں گی۔ کائنات کی تمام چیزوں کا علم، علم الٰہی میں ہیں۔	(۲)	**غیر محیط:۔** یعنی کائنات کے تمام حوادث اور چیزوں کا کامل طور پر علم نہ ہونا بلکہ، کچھ معاملات کی معلومات ہو اور کچھ کی نہ ہو۔ جتنا علم اللہ کی جانب سے عطا ہوا اتنا ہی علم ہو۔
(۳)	**غیر متناہی:۔** یعنی کہ جس علم کی کوئی انتہا (End) ہی نہ ہو۔ اللہ کے علم کی کوئی حد ہی نہیں۔ کتنا ہے؟ وہ قید نہیں کر سکتے اور کسی بھی طرح سے ناپ نہیں سکتے۔	(۳)	**متناہی:۔** یعنی کہ جس علم کی ایک حد (Limit) اور انتہا ہوتی ہے۔ غیر خدا یعنی مخلوق کا علم ایک طے شدہ (Decided) حد تک ہوتا ہے۔

نمبر	خالق کا علم	نمبر	مخلوق کا علم
(۴)	**غیر محدود:۔** یعنی اللہ کے علم کی کوئی حد (Limit) نہیں۔ یہ علم کسی بھی حد تک محدود نہیں یعنی یہاں سے وہاں تک کی کوئی حد بندی نہیں۔ کہاں سے کہاں تک کی کوئی حد طے نہیں بلکہ اس علم کے لئے حد کی کوئی قید نہیں۔	(۴)	**محدود:۔** یعنی مخلوق کے علم کے لئے ایک حد مقرر ہوتی ہے۔ اس علم کے لئے ’حد‘ (Limit) ہے، جو حد کے دائرے میں محدود ہوتا ہے۔
(۵)	**واجب:۔** یعنی ’’واجب الوجود‘‘ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اس علم کا موجود ہونا ضروری ہے۔ خدا کا علم اس کی ذات کے ساتھ اس کی خاص صفت کی حیثیت سے ہمیشہ موجود ہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ کا علم اللہ کی ذات سے جدا نہیں بلکہ ذات پاک کے ساتھ ساتھ یہ علم بھی موجود ہے یہ علم کبھی فنا نہیں ہوگا۔	(۵)	**ممکن :۔** یعنی ’’ممکن الوجود‘‘ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ بندے کے لئے یہ علم اللہ کی عطا سے ہونا ممکن ہے۔ یہ علم کا ہمیشہ باقی رہنا ضروری نہیں بلکہ مخلوق کے علم کا فنا ہونا ممکن ہے۔ یہ علم صرف اللہ کی عطا سے بندے کے لئے ممکن (Possible) ہے۔

نمبر	خالق کا علم	نمبر	مخلوق کا علم
(٦)	**ازلی اور قدیم :۔** یعنی یہ علم ہمیشہ سے ہے۔ جس طرح اللہ کی ذات ہمیشہ سے ہے، اسی طرح اس کا علم بھی ہمیشہ سے ہے۔ ایسا نہیں کہ پہلے اللہ کی ذات تھی اور پھر بعد میں اللہ کا علم وجود میں آیا۔ بلکہ جس طرح خدا کی ذات ہمیشہ سے ہے، اسی طرح اس کا علم بھی ہمیشہ سے ہے۔	(٦)	**مخلوق :۔** یعنی یہ علم پیدا کیا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ علم بذات خود وجود میں نہیں آیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے وجود بخشا ہے اور اپنی مخلوق میں سے اپنے پسندیدہ بندوں کو اپنے فضل وکرم سے عطا فرمایا ہے۔
(٧)	**سرمدی اور ابدی:۔** یعنی یہ علم ہمیشہ رہے گا۔ جس طرح اللہ کی ذات ہمیشہ رہے گی، اس کا علم بھی ہمیشہ باقی رہے گا۔ ایسا نہیں ہوگا کہ اللہ کی ذات تو ہمیشہ باقی رہے گی مگر اس کا علم ہمیشہ نہیں رہے گا، بلکہ جیسے خدا کی ذات ہمیشہ باقی رہے گی اس کا علم بھی ہمیشہ باقی رہے گا۔	(٧)	**حادث:۔** یعنی یہ علم کا وجود باقی نہیں رہے گا۔ اس علم کا باقی رہنا ممکن نہیں کیونکہ باقی تو صرف اللہ کی ذات رہے گی۔ اور تمام مخلوق ''فنا'' ہوگی اور مخلوق کے وجود کے ساتھ ساتھ اس کا عطائی علم بھی فنا ہو جائیگا۔

نمبر	خالق کا علم	نمبر	مخلوق کا علم
(۸)	**غیر متغیر:۔** یعنی اللہ کے علم میں تغیر اور تبدل (Alteration) محال یعنی ناممکن (Impossible) ہے۔	(۸)	**متغیر:۔** یعنی مخلوق کے علم میں تغیر اور تبدل (بدلنا) ممکن (Possible) ہے۔
(۹)	**حقیقی:۔** علم خالق ایسا ہمیشگی اور پائدار ہے کہ علم خالق کسی کے زیر قدرت نہیں۔ بلکہ وہ علم سب کے علموں پر قادر ہے۔ وہ کسی کی عطا کا محتاج نہیں۔	(۹)	**غیر حقیقی:۔** مخلوق کا علم اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا کا محتاج ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ عطا فرمائے، تب ہی حاصل ہوسکتا ہے۔

مندرجہ بالا خاکہ (Table) سے قارئین کرام **"علم خالق"** اور **"علم مخلوق"** کا عظیم فرق اچھی طرح سمجھ چکے ہوں گے۔ المختصر جتنا فرق خالق اور مخلوق میں ہے، اتنا ہی فرق 'علم خالق' اور 'علم مخلوق' میں ہے۔ تو جس طرح ایک مؤمن کسی بھی نبی اور ولی کو اپنا خالق، معبود، مسجود اور الٰہ نہیں کہتا، اسی طرح کوئی بھی مؤمن کسی مخلوق (بندے) کے علم کو خالق (اللہ) کے علم کے برابر، اس جیسا، یا اس کی مثل نہیں کہتا بلکہ کسی بھی طرح کی نسبت نہیں کرتا۔

یہاں تک کی تحریر سے **پہلے سوال** کا مختصر مگر بہت ہی شافی۔ وافی۔ کافی جواب لکھ دیا گیا ہے۔ نڈیاد کے بلکہ تمام دنیا کے اہلحدیث (غیر مقلد) کو ہمارا کھلا چیلنج ہے کہ:۔

- یا تو آپ اس جواب سے متفق ہوکر، اسے قبول کر کے اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کریں اور از سرِ نو (پھر سے) کلمہ پڑھکر تجدید ایمان و نکاح کر کے گروہ مؤمنین میں داخل ہوجائیں۔
- اگر آپ اس جواب سے متفق نہیں اور آپ کو اس جواب میں کوئی کمی یا قابل گرفت کوئی حوالہ نظر آتا ہے، تو اگر تم میں دم۔خم ہے۔تو اس جواب کا "جواب الجواب" لکھ دکھاؤ۔تم اگر دس (۱۰) عبارتوں کو پیش کروگے، تو ہم انشاء اللہ ایک سو (۱۰۰) نصوص یعنی قرآن وحدیث کی مضبوط دلیلیں دکھائیں گے۔
- اگر آپ نہ قبول کریں اور نہ جواب لکھیں اور "ٹک۔ٹک دیدم ÷ دم نہ کشیدم" کی طرح خاموشی اختیار کر کے بیٹھ جائیں، تو یہ آپ لوگوں کا "میدان براہین" سے کھلا فرار اور پیٹھ دکھا کر بھاگنا شمار ہوگا۔کیونکہ تمہاری حالت یہ ہے کہ:۔

{ اِذَا كَانَ الْغُرَابُ دَلِيْلَ قَوْمٍ،
سَيَهْدِيهِمْ طَرِيْقَ الْهَالِكِيْنَ. }

۔:ترجمہ:۔

"جب کوا کسی قوم کا رہبر ہو، تو وہ اس قوم کو
ہلاکت (تباہی) کی راہ پر ڈال دیگا۔"

”جماعت اہلحدیث ۔ نڈیاد کے
دوسرے اور تیسرے سوال کا جواب“

دوسرے اور تیسرے سوالوں میں انہیں باتوں کو دہرایا گیا ہے، جنکا کئی مرتبہ دندان شکن جواب علمائے حق نے دیا ہے۔ بار بار جوتے کھانے کے باوجود بھی آپ لوگ اپنی پرانی خصلت سے باز نہیں آتے اور وہی پرانے اور چبے۔ چبائے سوالات بار بار دہرانے کی اپنی بے وقوفی سے باز نہیں آتے۔

بالخصوص تمہارا تیسرا سوال تو تمہاری نری جہالت اور اسماعیل دہلوی کی **”تقویۃ الایمان“** کی کھلم کھلا **”بے ایمانی“** ہی ہے۔ جاہلوں کے ارتکابات کو عقائد اور اصولی مسائل کی بحث میں بطور دلیل لانا یہ تمہاری ہٹ دھرمی، دھوکہ بازی اور گمراہ کن چالبازی ہے۔

ہم تمہارے مذکورہ دونوں سوالوں کا ”علم غیب“ کے پہلے سوال کی طرح مفصل اور دندان شکن جواب دیں گے اور دونوں جواب ”علم غیب“ کے سوال کے جواب کی طرح دو (۲) الگ الگ کتابوں سے جواب دیں گے۔ یعنی آپ کے کل تین سوالوں کے جواب میں **کل تین (۳) کتابیں** منظر عام پر آئیں گی اور تمہارے **ڈھول کا پول** ظاہر ہو جائیگا۔

▣ ⟵ تمہارے دوسرے سوال کے جواب میں ہم آپ کی مدد کرتے ہوئے پیشگی خبر (Advance Information) کے طور پر یہ مشورہ دیتے ہیں کہ آپ ذیل میں لکھی ہوئی کتابیں جلد از جلد منگوا کر اپنے پاس رکھ لیں۔ کیونکہ اس جواب میں ہم ان کتابوں کے حوالوں سے دلائل پیش کریں گے۔ لہذا ان کتابوں کا آپکے پاس ہونا اشد ضروری ہے، تا کہ ہم جو حوالہ درج کریں اس کی صحت کے لئے آپ اپنے پاس موجود اصل کتاب سے حوالے کی تصدیق کرسکیں۔

▣ کتابوں کے نام:۔

(۱) ”کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال“ ۔مصنف:۔امام علاء الدین علی بن حسام الدین البرھانپوری ۔المتوفیٰ ۱۴۰۱ھ

(۲) ”حلیة الاولیاء و طبقات الاصفیاء“ ۔مؤلف:۔ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی ۔المتوفیٰ ۴۳۰ھ

(۳) ”الزھد والرقائق لابن المبارک“ ۔مؤلف:۔عبداللہ بن مبارک بن واضح الحنظلی ۔المتوفیٰ ۱۸۱ھ

(۴) ”بستان العارفین“ ۔مؤلف:۔فقیہ ابواللیث نصر بن محمد السمرقندی ۔المتوفیٰ ۳۷۲ھ

(۵) ”تاریخ بغداد“ ۔از:۔ابوبکر احمد بن علی البغدادی ۔المتوفیٰ ۴۶۳ھ

(۶) ”کتاب الزھد“ ۔از:۔عبداللہ بن مبارک ۔المتوفیٰ ۱۸۰ھ

(۷) ”نفحات الانس“ ۔از:۔ علامہ عبدالرحمٰن جامی ۔المتوفیٰ ۸۹۸ھ

(۸) ”ارشاد الباری شرح البخاری“ ۔از:۔امام احمد بن محمد قسطلانی ۔المتوفیٰ ۹۲۲ھ

(۹) ”المیزان الکبریٰ“ ۔از:۔اامام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی ۔المتوفیٰ ۹۷۳ھ

(۱۰) ”الطبقات الکبری“ ۔از:۔علامہ محمد بن سعد الزہری ۔المتوفیٰ ۲۳۰ھ

(۱۱) ”الجواھر“ ۔از:۔امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی ۔المتوفیٰ ۹۷۳ھ

(۱۲) ”مصنف ابن ابی شیبه“ ۔از:۔امام ابوبکر عبداللہ بن محمد النسفی ۔المتوفیٰ ۲۳۵ھ

(۱۳) ”کشف الظنون“ ۔

(۱۴) ”فیوض الحرمین“ ۔از:۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۔المتوفیٰ ۱۱۷۶ھ

(۱۵) ”شرح قصیدہ ھمزیه“ ۔از:۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۔المتوفیٰ ۱۱۷۶ھ

(١٦) "**حجة الله البالغه**"۔از:۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔المتوفی ۱۱۷۶ھ

(١٧) "**ھوامع**"۔از:۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔المتوفی ۱۱۷۶ھ

(١٨) "**الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ**"۔از:۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔المتوفی ۱۱۷۶ھ

(١٩) "**القول الجمیل مع شفاء العلیل**"۔از:۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔المتوفی ۱۱۷۶ھ

(٢٠) "**معمولات مظہری**"۔از:۔مرزا مظہر جانجاناں۔المتوفی ۱۱۹۵ھ

(٢١) "**ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں**"۔از:۔مرزا مظہر جانجاناں۔المتوفی ۱۱۹۵ھ

(٢٢) "**مکتوبات شاہ ولی دہلوی**"۔ شاہ ولی اللہ کے خطوط کا مجموعہ

(٢٣) "**مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں**"۔ مرزا مظہر جانجاناں کے خطوط کا مجموعہ

(٢٤) "**صراط مستقیم**"۔ از:۔مولوی اسمٰعیل بن عبدالغنی دہلوی۔المتوفی ۱۲۴۶ھ

تمہارے تیسرے سوال کے جواب میں صرف اتنا ہی کہنا ہے کہ شاید تمہارے پاس دلیل کے میدان میں اترنے کا کوئی ہتھیار (دلیل) ہی نہیں، اس لئے **ایک سو (١٠٠) سال** پرانی اور رسوائے زمانہ کتاب "**تقویۃ الایمان**" سن تصنیف: ۱۲۴۰ھ، مصنف: **مولوی اسماعیل دہلوی** (موت:۔۱۲۴۶ھ) کی مختلف عبارتوں کو حرف بحرف ایک جگہ جمع کر کے سوال بنالیا۔

صرف ایک سوال کے ضمن میں آپنے کتنے سوال پوچھ لئے وہ دیکھیں:۔

(١) تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی کرنا کیسا ہے؟

(٢) عرس، صندل، قل شریف، ختم شریف، سجادہ نشینی، مجاوری کرنا شرعاً کیسا ہے؟

(٣) قبر پختہ کرنا، چادر چڑھانا، چراغاں کرنا کیسا ہے؟

(٤) صاحب قبر کے نام کی نذر کرنا کیسا ہے؟

(٥) صاحب قبر کو رکوع، سجدہ، قیام تعظیمی کرنا کیسا ہے؟

(۶) قبر کا طواف کرنا کیسا ہے؟

(۷) قبر کا غسل، ان کی تزئین و آرائش کرنا کیسا ہے؟

(۸) وہاں جانور ذبح کرنا کیسا ہے؟

(۹) صاحب قبر سے مراد مانگنا کیسا ہے؟

(۱۰) ان کے نام کی چوٹی رکھنا کیسا ہے؟

(۱۱) ان کے نام کے دھاگے باندھنا کیسا ہے؟

(۱۲) مزار کی دیواروں کو بوسہ دینا، اُلٹے پاؤں واپس پلٹنا کیسا ہے؟

(۱۳) تکلیف و مصیبت میں انہیں پکارنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(۱۴) ان میں سے جو الفاظ غیر عربی ہیں، ان کی عربی کیا ہے؟

(۱۵) اور وہ الفاظ قرآن و صحیح حدیثوں میں موجود ہیں یا نہیں؟

(۱۶) اگر ہاں تو کہاں؟

(۱۷) اور اگر نہیں تو کیا یہ اصطلاحات دور صحابہ میں رائج تھے؟

(۱۸) اور اگر رائج تھے، تو کن ناموں سے؟

(۱۹) اور اگر رائج نہ تھے، تو کیوں؟

واہ جہالت پر مبنی اور جاہل عوام کے ارتکابات کو دلیل بنا کر جوابات کے لئے قرآن اور صحیح حدیثوں کا اصرار کرنا، یہ تو **''چوری اوپر سے سینہ زوری''** ہوئی۔ مندرجہ بالا کل انیس **(۱۹)** سوالات میں یہ چالبازی کی گئی ہے کہ جائز اور مستحب کاموں کے ساتھ ساتھ جہلائے عوام کے ناجائز اور حرام کاموں کو بھی ایک ساتھ بیان کر دیا۔ یہ مکاری تمہارے پیشوا اور قتیل لیلیٰ نجد **مولوی اسماعیل دہلوی** کی رسوائے زمانہ کتاب **''تقویۃ الایمان''** سے ماخوذ

ہے۔کیا تمہارے پاس صرف "**تقویۃ الایمان**" کی ہی ایک "بانسری" ہے؟ کہ ہر جگہ اسی کے بے ڈھنگے صور آلا پنے لگتے ہو؟

خیر! جو بھی ہو۔ انشاءاللہ! تمہارے بے ڈھنگے صور ریلا نے والی بانسری کو توڑ کر چورا بنا کر، وہ چورا خود تمہارے ہی منہ میں گھسیڑ دینگے اور تمہاری **بولتی بند** کر دینگے۔ لہذا، جماعت اہلحدیث۔ نڈیاد کے دو (۲) ذمہ داران نمبر (۱) عارف بھائی اور (۲) شاہد بھائی کو ہمارا کھلا چیلنج ہے کہ تمہارے گمنام اور پردہ نشیں ملا کہ جس نے تمہیں یہ سوالات لکھوا کر، تمہارے کندھے پر بندوق رکھ کر چلائی ہے، اسے پوچھو کہ علم غیب کے تعلق سے تمہارے سوال کا یہ جواب ہے، وہ کتنا صحیح ہے؟ اور صحیح نہیں تو اب تم پر لازم ہے کہ وہ اس جواب کا رد لکھ دیں اور اگر تمہارے اس نیم ملاّ میں جواب لکھنے کی صلاحیت نہیں، تو کسی دوسرے ملاّ سے جواب لکھوالیں اور اگر وہ بھی جواب لکھنے سے **پیٹھ دکھا** رہا ہے، تو تمہاری جماعت پانچ (۵) پچیس (۲۵) بڑے ملاؤں کو جمع کر کے ہم سے **مناظرہ** کرلیں اور اس کتاب میں ہم نے جو اٹھائیس (۲۸) کتابوں سے جو حوالے نقل کئے ہیں، اس کی تردید کر دکھائیں۔

انشاءاللہ! میدان مناظرہ میں تمہارے سب ملّے زمین پر چت پڑے ہوں گے اور ان کی شیخی کا دم نکل جائیگا اور ان کی حالت "**خاک نہ دھول ÷ بکائن کے پھول**" جیسی ہوکر رہ جائیگی۔ اس لئے زنانہ خصلت کو چھوڑ کر مرد بن کر دلیل کے میدان میں آ ؤ اور......

" هَاتُوْ بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ "

(قرآن شریف، پارہ:۱، سورۃ البقرہ، آیت:۱۱۱)

ترجمہ:۔ "لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو۔" (کنزالایمان)

بس اسی آیت مبارکہ سے حصول برکت کرتے ہوئے آخر میں یہی کہتے ہیں کہ:۔

ادھر آؤ پیارے ، ہنر آزمائیں ،

تو تیر آزما، ہم جگر آزمائیں۔

تم جیسے گمراہیت کے دلدل میں پھنسے، اور بہکائے گئے ان پڑھ لوگوں کو رب کریم توبہ کی توفیق بخشے اور حق قبول کرنے کی سعادت بخشے، اسی امید کے ساتھ.......

بمقام:۔ پور بندر

مورخہ:۔ ۲۹/شوال المکرّم ۱۴۳۸ھ

مطابق:۔ ۲۴/جولائی ۲۰۱۷ء

خانقاہ قادریہ برکاتیہ۔ مارہرہ مقدسہ اور
خانقاہ رضویہ نوریہ۔ بریلی شریف
کا ادنیٰ سوالی
عبدالستار ہمدانی 'مصروف'
(برکاتی، نوری)

”ان کتابوں کی فہرست جن کے حوالے اس کتاب میں دیئے گئے ہیں۔“

ماٰخذ و مراجع

نمبر	کتاب کا نام	مصنف/مؤلف	انتقال سن ہجری
۱	قرآن مجید	کلام اللہ	ـ
۲	تفسیر بیضاوی (عربی)	عبداللہ بن عمر بیضاوی	۶۸۵ھ
۳	تفسیر کبیر (عربی)	علامہ فخر الدین رازی	۶۰۶ھ
۴	مواہب الدنیہ (عربی)	احمد بن محمد قسطلانی	۹۲۳ھ
۵	شرح زرقانی علی المواہب (عربی)	محمد بن عبدالباقی زرقانی	۱۱۲۲ھ
۶	الدولۃ المکیہ (عربی)	امام احمد رضا بریلوی	۱۳۴۰ھ
۷	تفسیر نیشاپوری (عربی)	نظام الدین حسن نیشاپوری	۸۵۰ھ
۸	صحیح بخاری شریف (عربی)	محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ھ
۹	مسند امام احمد بن حنبل (عربی)	امام احمد بن حنبل	۲۴۱ھ
۱۰	تفسیر خازن (عربی)	امام علاؤالدین ابراہیم خازن	۷۴۱ھ
۱۱	سنن ترمذی شریف (عربی)	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی	۲۷۹ھ
۱۲	صحیح مسلم شریف (عربی)	امام مسلم بن حجاج	۲۶۱ھ

۱۳	المعجم الکبیر (عربی)	سلیمان بن احمد طبرانی	سنہ ۳۶۰ھ
۱۴	حلیۃ الاولیاء (عربی)	ابونعیم احمد اصبہانی	سنہ ۴۳۰ھ
۱۵	نسیم الریاض (عربی)	علامہ شہاب الدین خفاجی	سنہ ۱۰۷۰ھ
۱۶	خصائص الکبری (اردو ترجمہ)	امام جلال الدین السیوطی	سنہ ۹۱۱ھ
۱۷	مدارج النبوۃ (اردو ترجمہ)	شاہ عبدالحق محدث دہلوی	سنہ ۱۰۷۳ھ
۱۸	تفسیر مناہل القرآن (عربی)	محمد عبدالعزیز زرقانی	سنہ ۱۳۶۸ھ
۱۹	مرقاۃ المفاتیح (عربی)	علی بن سلطان ہروی	سنہ ۱۰۱۴ھ
۲۰	تفسیر الدر المنثور (عربی)	امام جلال الدین السیوطی	سنہ ۹۱۱ھ
۲۱	تفسیر جامع البیان (عربی)	محمد بن جریر طبری	سنہ ۳۱۰ھ
۲۲	المدخل (عربی)	ابوعبداللہ محمد مالکی (ابن الحاج)	سنہ ۷۳۷ھ
۲۳	المستدرک علی الصحیحین (عربی)	حاکم محمد بن عبداللہ نیشاپوری	سنہ ۴۰۵ھ
۲۴	فتاوی رضویہ (اردو ترجمہ)	امام احمد رضا بریلوی	سنہ ۱۳۴۰ھ
۲۵	الزھد والرقائق (عربی)	عبداللہ بن مبارک حنزلی	سنہ ۱۸۱ھ
۲۶	تفسیر خزائن العرفان (اردو)	علامہ نعیم الدین مرادآبادی	سنہ ۱۳۶۷ھ
۲۷	کنز العمال (عربی)	علاؤ الدین علی برہانپوری	سنہ ۹۷۵ھ
۲۸	جامع البیان	یوسف بن عبداللہ قرطبی	سنہ ۴۶۳ھ

☆...☆...☆...☆...☆